عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

قیمت: ۱۰ روپے

جلد: ۳۳ | ۲۱ تا ۲۹ ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱ جنوری ۲۰۱۴ء | شمارہ: ۴

دُعا کی تاثیر و ثمرہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت منصف و قانون ساز

امن عالم کانفرنس کا اعلامیہ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

عبدالرشید بن عبدالستار

س:...... ہمارے والد کے انتقال کے بعد کل جائیداد میں سے جو رقم بچی ہے وہ تقریباً دس لاکھ روپے ہے اور ہم ورثا میں والدہ، ۳ بھائی، اور ۶ بہنیں ہیں۔ اب اس جائیداد کی تقسیم سب ورثا میں کس طرح ہوگی؟ اس طرح وضاحت کریں تاکہ کوئی ابہام نہ رہے۔

ج:...... صورت مسؤلہ میں مرحوم کی تمام جائیداد منقولہ وغیر منقولہ کو ۹۶ حصوں میں تقسیم کریں گے، جس میں سے ۱۲ حصے بیوہ کو اور ۷ حصے ہر ایک بیٹی کو اور ۱۴ حصے ہر ایک بیٹے کو ملیں گے۔ کل رقم دس لاکھ روپے میں سے بیوہ کو ایک لاکھ پچیس ہزار روپے اور ہر ایک بیٹی کو بہتر ہزار نو سو سولہ روپے چھیاسٹھ پیسے اور ہر ایک بیٹے کو ایک لاکھ پینتالیس ہزار آٹھ سو تینتیس روپے تینتیس پیسے ملیں گے۔

لباس کی شرعی حیثیت

ابوحسن، کراچی

س:...... کیا فرماتے ہیں، علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شرعی اور اسلامی لباس کیا ہے؟ کیا پینٹ شرٹ مسلمانوں کی ایجاد ہے اور اس کو پہننا جائز اور حلال ہے؟ خصوصاً خاندان کا ایک ایسا فرد جو دینی رجحانات کا حامل جانا جاتا ہو، اس کے لئے ایسا لباس استعمال کرنا اور اس کو جائز قرار دینا کیا حکم رکھتا ہے؟

ج:...... شریعت نے لوگوں کی سہولت کی خاطر لباس پر کسی خاص وضع یا خاص تراش کی پابندی نہیں لگائی کہ اس قسم کا لباس پہننا فرض ہے اور فلاں قسم کا حرام ہے، البتہ شریعت نے کچھ حدود ضرور مقرر کی ہیں کہ جن کی خلاف ورزی جائز نہیں ہے۔ مثلاً:

ا:... مرد شلوار، تہبند، پاجامہ وغیرہ اپنے ٹخنوں سے نیچے نہ رکھیں، مردوں کے لئے ہر حال میں ٹخنے کھلے رکھنا واجب ہے۔

۲:... لباس اتنا باریک چست اور تنگ نہ ہو کہ اعضائے مستورہ کی ساخت و بناوٹ ظاہر ہوتی ہو، کیونکہ ایسا لباس مرد و عورت دونوں کے لئے حرام ہے۔

۳:... لباس میں یہود و نصاریٰ، کافروں اور فساق وفجار کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

۴:... مردوں کے لئے خالص ریشم کا لباس پہننا حرام ہے۔

۵:... لباس میں مردوں کے لئے عورتوں کی اور عورتوں کے لئے مردوں کی مشابہت اختیار کرنا منع ہے۔

لباس کے متعلق یہ چند ضروری اصول ہیں، جن کی رعایت کرنا انتہائی واجب ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کس قسم کا لباس پہننا درست ہے اور کون سا درست نہیں۔ لہٰذا ایسی پینٹ کا استعمال جس میں متذکرہ بالا قباحتیں پائی جائیں ناجائز ہوگا۔ مزید یہ کہ پینٹ شرٹ نہ مسلمانوں کی ایجاد ہے اور نہ ہی یہ شرفاء وصلحا کا لباس ہے، بلکہ غیروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے عام مسلمانوں نے اس کو فیشن کے طور پر اپنا لیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

ٹی وی پروگرام

س:...... گھر میں ٹی وی رکھنا اور اس پر مختلف پروگرام دیکھنا کیسا ہے؟

ج:...... ٹی وی کی شرعی حیثیت سے متعلق ایک سوال کا جواب لکھتے ہوئے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ فرماتے ہیں کہ: ہماری شریعت میں جاندار کی تصویر حرام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے، ٹیلی ویژن اور ویڈیو فلموں میں تصویر ہوتی ہے جس چیز کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حرام اور ملعون فرمارہے ہوں، اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان چیزوں کو اچھے مقاصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے، یہ خیال بالکل لغو ہے۔ اگر کوئی ام الخبائث (شراب) کے بارے میں کہے کہ اس کو نیک مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے تو قطعاً لغویات ہوگی۔ ہمارے دور میں ٹی وی اور ویڈیو ام الخبائث کا درجہ رکھتے ہیں اور یہ سینکڑوں خبائث کا سرچشمہ ہیں۔ اس لئے ٹی وی گھر میں رکھنا، دیکھنا، خریدنا، بیچنا جائز نہیں۔

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
عالمی

مجلس ادارت
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری   صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی   مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۳   ۲۱تا۲۹ربیع الاول ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۳تا۳۱جنوری ۲۰۱۴ء   شمارہ:۴

سرپرست
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا محمد اعجاز مصطفی

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

امن عالم کانفرنس کا اعلامیہ	۵	محمد اعجاز مصطفی
حضور ﷺ بحیثیت منصف و قانون ساز	۹	جسٹس بدیع الزمان کیکاؤس
دعا کی تاثیر اور ثمرہ!	۱۳	مفتی حبیب الرحمن لدھیانوی
مولانا حکیم محمد عبداللہ اعوان نقشبندیؒ	۱۵	حافظ فیصل محمود مدنی اعوان
برأت حضرت تھانویؒ (۶)	۱۷	علامہ ڈاکٹر خالد محمود
مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اقبال نعمانیؒ	۲۰	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
ختم نبوت..... عقل کی روشنی میں (۶)	۲۲	مولانا محمد اسحاق صدیقیؒ
تاریخ کو مسخ نہ کریں	۲۵	ڈاکٹر دین محمد فریدی
خبروں پر ایک نظر	۲۶	مولانا محمد قاسم

بیاد
امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

زر تعاون بیرون ملک
امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک
فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے
چیک ـ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ (کوڈ:0159) کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری   مطبع: القادر پرنٹنگ پریس   طابع: سید شاہد حسین   مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دُنیا سے بے رغبتی

دُنیا سے بے رغبتی کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

"حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دُنیا سے بے رغبتی حلال کو حرام کرنے اور مال کو ضائع کرنے سے حاصل نہیں ہوتی، بلکہ دُنیا سے اصل بے رغبتی یہ ہے کہ تمہیں ایسی چیز پر جو تمہارے قبضے میں ہے، زیادہ اعتماد نہ ہو بہ نسبت اس چیز کے جو اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے، اور یہ کہ جب تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو (اس پر ملنے والے ثواب کے پیشِ نظر) تمہیں اس کے (زائل ہونے کی بہ نسبت) اس کے باقی رہنے کی زیادہ رغبت ہو۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۷)

زُہد فی الدنیا سے مراد ہے دُنیا سے بے رغبتی ہونا، اور اس کے ساز و سامان، اس کی لذات و شہوات اور اس کے مال و جاہ سے دلچسپی نہ ہونا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر تنبیہ فرماتے ہیں کہ صرف دُنیا کی لذات اور مال و دولت سے کنارہ کشی مطلوب نہیں، بلکہ اصل مطلوب دو چیزیں ہیں، ایک یہ کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی ذاتِ عالی پر کامل وثوق و اعتماد اور بھروسہ ہو، جو چیز اپنے ہاتھ اور قبضے میں ہو آدمی اس پر پوری طرح مطمئن ہوتا ہے اور اس کے بارے میں کبھی فکرمند نہیں ہوتا۔ اسی طرح ایک مؤمن کو حق تعالیٰ کی رزّاقیت پر اعتماد و توکل کرکے رزق کے معاملے میں پوری طرح مطمئن اور بے فکر ہونا چاہئے، جب تک یقین و توکل اور اعتماد علی اللہ کا مقام راسخ نہیں ہوتا، زُہد کی حقیقت حاصل نہیں ہوگی۔ دُوسری چیز جو مطلوب ہے وہ دُنیا سے بڑھ کر آخرت کا یقین ہے، دُنیا میں آدمی کو جو مصائب و حوادث پیش آتے ہیں، آخرت میں ان پر اجر و ثواب کا وعدہ ہے، اب اگر وہ مصیبت ٹل جائے تو دُنیا کی راحت نصیب ہوئی، اور اگر باقی رہے تو آخرت کا ثواب اور وہاں کی راحت و اطمینان یقینی ہے۔ پس زُہد یہ ہے کہ آدمی کو آخرت کا یقین اور وہاں کے اجر و ثواب کے حصول کا جذبہ ایسا غالب ہو کہ وہ عقلی طور پر مصیبت کے باقی رہنے کو (جو آخرت کی راحت کا موجب ہے) مصیبت کے ٹلنے پر (جو دُنیا کی راحت کا ذریعہ ہے) ترجیح دے، آلام و مصائب سے دل برداشتہ نہ ہو بلکہ اس کو بھی حق تعالیٰ کا عطیہ اور اپنے لئے ترقی درجات کا ذریعہ سمجھے۔

یہاں دو باتیں اور بھی ذہن میں رکھنی چاہئیں:

ایک یہ کہ مصائب و تکالیف پر طبعی تکلیف اور صدمے کا ہونا عبدیت کے منافی نہیں، بلکہ عین عبدیت ہے، اس لئے کہ انسان گوشت پوست ہی کا بنا ہوا تو ہے، لوہے اور پتھر کا بنا ہوا نہیں کہ حوادث سے متأثر ہی نہ ہو، اس لئے حوادث و آفات اور آلام و مصائب سے طبعی تأثر انسانی سرشت ہے، اور پھر حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے ان کا نزول ہوتا ہی اس لئے ہے کہ انسان ان سے متأثر ہو، اس کے عجز و ضعف اور بے چارگی و بندگی کا ظہور ہو، اگر اِنسان کو طبعی کلفت ہی نہ ہو تو نزولِ حوادث کا مقصد ہی فوت ہوجائے۔ بہرحال طبعی رنج و صدمے کا ہونا نہ ممنوع ہے، نہ خلافِ عبدیت ہے، البتہ مؤمن کا قلب عین مصیبت کے وقت بھی عقلی طور پر پُرسکون ہوتا ہے اور یہ حقیقت اس کے قلب کی گہرائیوں میں راسخ ہوتی ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کی طرف سے اس کے ساتھ جو معاملہ ہو رہا ہے وہ اس کے حق میں سراسر حکمت و مصلحت ہے، اس لئے وہ مصائب سے پریشان خاطر نہیں ہوتا، بلکہ یہ حوادث و مصائب اس کی معرفت و تعلق مع اللہ میں ترقی کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

دُوسری بات یہ کہ آفات و مصائب کے ازالے کے لئے جائز تدابیر و اسباب کا اختیار کرنا ممنوع نہیں، بلکہ مامور بہ ہے، مگر نظر اسباب پر نہیں ہونی چاہئے، بلکہ خالقِ اسباب جل مجدہٗ پر ہونی چاہئے، اسباب کو محض حکمِ خداوندی سمجھ کر اختیار کرے، اور پھر معاملہ یکسر اللہ تعالیٰ کے سپرد کردے۔

"حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ: ابنِ آدم کا درج ذیل چیزوں کے سوا کوئی حق نہیں، ایک مکان جس میں وہ رہ سکے، دُوسرے اتنا کپڑا جو اس کی ستر پوشی کا کام دے سکے، تیسرے روکھی سوکھی روٹی اور پانی۔" (ترمذی ج:۲ ص:۵۷)

مطلب یہ کہ انسان کی بنیادی ضرورت بس یہ تین چیزیں ہیں، جو اس کے وجود و بقا کے لئے ناگزیر ہیں، یہ تین چیزیں تو گویا اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کے لئے واجب اور ضروری ہیں، جن کی قیامت کے دن بازپُرس نہیں ہوگی، جبکہ یہ چیزیں حلال ذریعے سے حاصل کی ہوں، ان کے علاوہ باقی سب حدِ ضرورت سے زائد چیزیں ہیں، اگر حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے عنایت ہوجائیں تو شکر بجالائے، اور میسر نہ ہوں تو چونکہ کوئی اِستحقاق تو ہے نہیں، اس لئے اس کو حرفِ شکایت زبان پر لانے کا کوئی حق نہیں۔ نیز اس ارشادِ پاک میں اس پر بھی تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ حدِ ضرورت سے زائد جتنی چیزیں ہیں وہ لائقِ محاسبہ ہیں، قیامت کے دن حق تعالیٰ شانہٗ کی جانب سے ان پر بازپُرس ہوسکتی ہے، حق تعالیٰ شانہٗ محض اپنے فضل و احسان سے معاف فرمادیں تو ان کی شان کریمی ہے، ورنہ ایسا کون ہے جو ان نعمتوں کا شکر ادا کرسکے؟ اور قیامت کے محاسبے سے عہدہ برآ ہوسکے؟ اس لئے ان تین بنیادی ضرورتوں سے زائد چیزیں زیادہ سے زیادہ جمع کرنا کمال نہیں (جیسا کہ ہم اپنی کم فہمی کی وجہ سے سمجھتے ہیں) بلکہ اس کی ہوس دُنیا و آخرت میں موجبِ وبال ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ ہمیں نورِ بصیرت عطا فرمائے اور دُنیا کی حقیقت ہم پر منکشف فرمائے۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

امن عالم کانفرنس کا اعلامیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

’’تحریک ریشمی رومال‘‘ کو گزرے ایک سو سال مکمل ہونے پر جمعیۃ علماء ہند کے صدر حضرت مولانا محمد عثمان منصور پوری مدظلہ، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمود صاحب مدنی حفظہ اللہ اور ان کے رفقائے کار نے ہندوستان میں ’’صد سالہ تقریبات‘‘ کا اہتمام کیا۔ جس میں ہندوستان کے طول و عرض سے مدعو ہزاروں افراد اور علمائے کرام کے علاوہ پاکستان، بنگلہ دیش، برما، سری لنکا، نیپال اور برطانیہ کے وفود نے شرکت کی۔

پاکستان سے جمعیت علماء اسلام کے امیر حضرت مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم کی قیادت میں تقریباً تیس افراد پر مشتمل نمائندہ وفد اس کانفرنس میں شریک ہوا، جس میں دوسرے حضرات کے علاوہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا اللہ وسایا حفظہ اللہ اور مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے سرپرست حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ بھی شریک سفر رہے۔ انہی صد سالہ تقریبات کے زیر اہتمام ۱۳،۱۴ اردسمبر ۲۰۱۳ء کو دیوبند میں اور ۱۵ اردسمبر ۲۰۱۳ء کو دہلی میں ’’شیخ الہند امن عالم کانفرنس‘‘ منعقد ہوئی۔ جس میں حضرت مولانا محمود صاحب مدنی کی طرف سے مرتب کردہ استفتاء اور اس کے جواب میں دارالعلوم دیوبند کی جانب سے فتویٰ کی نقول تقسیم کی گئیں اور اسی فتویٰ کی روشنی میں مقررین نے اظہار خیال کیا۔ استفتاء، اس کا جواب اور امن عالم کانفرنس کا اعلامیہ ماہنامہ انوار مدینہ لاہور کے شکریہ کے ساتھ قارئین ہفت روزہ ختم نبوت کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے:

استفتاء

’’آج کل منصوبہ بند طریقہ پر مذہب اسلام، قرآن پاک اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو دہشت گردی سے جوڑ کر بدنام کیا جارہا ہے اور قرآنی آیات اور احادیث شریف کو غلط معانی میں ڈھال کر عوام و خواص کو مذہب اسلام سے بدظن کرنے کی مہم پوری شدت سے جاری ہے، اس لئے وضاحت فرمائیں کہ امن عالم کے سلسلہ میں اسلام کا واضح موقف کیا ہے اور قرآن و حدیث میں اس بارے میں انسانیت کو کیا ہدایتیں دی گئی ہیں؟‘‘

محمود اسعد مدنی

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے اس کی نظر میں روئے زمین کے کسی بھی خطہ پر فتنہ و فساد، بدامنی اور خونریزی اور بے قصوروں کے ساتھ قتل و غارت گری بدترین انسانیت سوز جرم ہے۔ قرآن پاک میں کئی جگہ دنیا میں بدامنی

پھیلانے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے:

”ولا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا۔“ (الاعراف:۵۶)

ترجمہ: ”اور روئے زمین میں بعد اس کے کہ اس کی درستگی کر دی گئی، فساد مت پھیلاؤ۔“

اور ایک جگہ فسادیوں کی مذمت کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا گیا:

”وَإِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْأَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ۔“ (البقرہ:۲۰۵)

ترجمہ: ”اور جب وہ (فسادی) پیٹھ پھیرتا ہے تو اس دوڑ دھوپ میں رہتا ہے کہ دنیا میں فساد مچائے اور کسی کے کھیت یا جانوروں کو تلف کر دے اور اللہ تعالیٰ فساد کو پسند نہیں فرماتے۔“

ایک مقام پر فرمایا:

”وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِيْنَ۔“ (البقرہ:۶۰)

ترجمہ: ”اور دنیا میں فساد مچاتے مت پھرو۔“

قرآن اور اسلام کی نظر میں ایک قتل ناحق پوری انسانیت کے قتل کے مترادف ہے، کیونکہ یہ دروازہ جب کھل جاتا ہے تو پھر کسی کے قابو میں نہیں رہتا جبکہ ایک آدمی کی جان بچانا پوری انسانیت کو بچانے کے قائم مقام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ أَنَّهُ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ أَوْ فَسَادٍ فِي الْأَرْضِ فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا وَمَنْ أَحْيَاهَا فَكَأَنَّمَا أَحْيَا النَّاسَ جَمِيْعًا۔“ (المائدہ:۳۲)

ترجمہ: ”اسی وجہ سے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ لکھ دیا کہ جو شخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یا بغیر کسی فساد کے جو زمین میں اس سے پھیلا ہو قتل کر ڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو قتل کر ڈالا اور جو شخص کسی شخص کو بچالیوے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچالیا۔“

اور ایک مقام پر واضح طور پر یہ حکم دیا:

”ولا تقتلوا النفس التی حرم اللّٰہ الا بالحق“

ترجمہ: ”اور جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو قتل مت کرو، ہاں مگر حق پر۔“

اسلام کی امن پسندی کی انتہا یہ ہے کہ وہ اگرچہ مظلوم کو اپنے دفاع کی اجازت دیتا ہے، لیکن ساتھ میں یہ ہدایت بھی کرتا ہے کہ مظلوم بدلہ لینے میں اپنے حدود سے تجاوز نہ کرے اور بے قصوروں کو نشانہ نہ بنائے۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

”وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔“ (البقرہ:۱۹۰)

ترجمہ: ”اور جو لوگ تم سے لڑنے آئیں تم بھی ان سے اللہ کے راستہ میں لڑو اور حد سے تجاوز مت کرو، بے شک اللہ تعالیٰ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں فرماتے۔“

چنانچہ احادیث شریفہ میں جنگی حالات میں بھی انسانی حقوق کی پوری رعایت رکھنے کی تلقین کی گئی ہے، جس کی تفصیلات احادیث میں موجود ہیں۔

علاوہ ازیں اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ "خدا کی مخلوق بمنزلہ ایک کنبہ کے ہے، جو شخص اللہ کے کنبے پر احسان کرے گا وہ خدا کے یہاں سب سے زیادہ محبوب ہوگا۔" (بیہقی)

ہمارے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو لوگ دوسروں پر رحم کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے، تم لوگ زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔" (ترمذی، ابوداؤد)

الغرض اسلام ہر طرح کے بے جا تشدد، بدامنی، خونریزی اور قتل وغارت گری کی قطعاً نفی کرتا ہے اور کسی بھی شکل میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔

اسلام کا یہ اصول ہے کہ اچھی اور نیک باتوں میں ایک دوسرے کا تعاون کیا جائے اور گناہ اور ظلم میں کسی کا ساتھ نہ دیا جائے۔

ارشاد خداوندی ہے:

"تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ." (المائدہ:۲)

ترجمہ: "آپس میں مدد کرو نیک کام پر اور پرہیزگاری پر اور مدد نہ کرو گناہ پر اور ظلم پر۔"

قرآن پاک کی ان واضح ہدایات سے یہ معلوم ہوگیا کہ اسلام جیسے امن عالم کے ضامن مذہب پر دہشت گردی کا الزام لگانا قطعاً جھوٹ ہے بلکہ مذہب اسلام تو دنیا سے ہر قسم کی دہشت گردی کو مٹانے اور پورے عالم میں امن کو پھیلانے کے لئے آیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

دستخط

حبیب الرحمٰن عفا اللہ عنہ	زین الاسلام قاسمی	وقار علی غفرلہ	محمود حسن غفرلہ
(مفتی دارالعلوم دیوبند)	(نائب مفتی دارالعلوم دیوبند)	(معین مفتی دارالعلوم دیوبند)	(بلندشہری)
۱۴۲۹/۵/۲۳ھ	مہر دارالافتاء		
	دارالعلوم دیوبند		

....

بعد ازاں اس فتویٰ پر موتمر کے اجلاس میں شریک تمام علماء کرام نے اپنے تائیدی دستخط کیے۔ اس موقع پر دہلی کے "رام لیلا میدان" میں تمام علماء کرام اور مہمان خصوصی کے ساتھ مل کر لاکھوں کے مجمع میں انتہائی جوش وخروش کے ساتھ بیک آواز ہو کر ایک عہد کیا جو "اعلامیہ" کے نام سے موسوم ہے، یہ عہد نامہ بھی لفظ بلفظ قارئین کرام کی خدمت میں پیش ہے:

"اعلامیہ" امن عالم کانفرنس

منعقدہ: ۹، ۱۰ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ، مطابق ۱۳، ۱۴ر دسمبر ۲۰۱۳ء، بمقام دیوبند

۱۱ر صفر المظفر ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ر دسمبر بمقام "رام لیلا میدان" دہلی

ہند و بیرون ہند کے ممتاز علمائے کرام، دانشوران اور رہنمایان ملک وملت کا یہ عالمی اجلاس برصغیر کی آزادی میں شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، ان کے رفقاء اور تمام مجاہدین آزادی کی سنہری خدمات و بے مثال قربانیوں کو یاد کرتے ہوئے اور حضرت شیخ الہندؒ کے عطا کردہ رہنما خطوط کی روشنی میں اپنے اس عہد کا اعلان کرتا ہے:

۱:... ہم انسانیت کی فلاح و بہبود اور عالمی امن کے قیام کے لئے ہر سطح پر دوستانہ تعلقات اور صلح و آشتی کی راہ ہموار کرنے کے لئے ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے رہیں گے۔

۲:... اپنے اپنے ملک کی سالمیت اور وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی خوشحالی اور خیر سگالی کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔

۳:... ہر قسم کے تنازعات کا پُر امن ذرائع سے حل تلاش کرنے کے لئے ذہن سازی اور کوشش کریں گے۔

۴:... اسلام کی نظر میں ہر طرح کا فتنہ و فساد، بدامنی و خونریزی کے لئے اور بے قصوروں کو قتل و غارت گری کا نشانہ بنانا، بدترین انسانیت سوز جرم ہے، اسلئے ہم ہر قسم کی دہشت گردی کی پُر زور مذمت کرتے ہیں اور اس بارے میں دارالعلوم دیوبند کے فتویٰ کی بھرپور تائید کرتے ہیں اور تمام انصاف پسندوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ نہ صرف دہشت گردی سے براءت کریں بلکہ ان اسباب و محرکات کو بھی ختم کرنے کی فکر کریں جن کی وجہ سے دنیا میں دہشت گردی پہنچی ہے۔

۵:... اقلیتوں، ناداروں، کمزور طبقات اور خواتین کے حقوق کی پاس داری کے بغیر خوشحالی، ترقی اور امن کا تصور ناممکن ہے، اس لئے ہم انہیں ان کے حقوق دلانے اور سماجی انصاف کی فراہمی کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں گے۔

۶:... اخلاق سوز رسم و رواج، فضول خرچی اور جرائم سے پاک معاشرہ کی تشکیل، خاص کر شراب نوشی، منشیات، عیش پرستی، فحاشی، عریانیت اور جنین کشی کے خلاف تحریک چلانے کے لئے ہم تمام مذاہب کے راہنماؤں اور مصلحانہ تنظیموں کو اشتراک اور تعاون کی دعوت دیتے ہیں۔

۷:... ہم یہ اعلان کرتے ہیں کہ مسلکی تنازعات میں تشدد اور خونریزی اسلامی تعلیمات کے قطعاً خلاف ہیں، ہم اس معاملے میں تشدد کی سخت مذمت کرتے ہوئے عہد کرتے ہیں کہ مسلکی تشدد کو ختم کرنے میں اپنا کردار ادا کریں گے۔

۸:... حضرت شیخ الہندؒ نے جامعہ ملیہ اسلامیہ کے قیام کے موقع پر جو وقیع خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اس کی روشنی میں ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ملت سے دینی و دنیوی جہالت دور کرنے کے لئے ہر ممکن جدوجہد کریں گے، خاص طور پر اسلامی ماحول میں عصری تعلیم کے ادارے قائم کرنے کی ہر ممکن جدوجہد کریں گے، جیسا کہ جمعیۃ علماء ہند کے سابق صدر محترم امیر الہند حضرت مولانا سید اسعد مدنی نور اللہ مرقدہ اس موضوع کو مشن بنا کر پورے عالم میں پھیلاتے رہے۔

۹:... ہم یہ بھی عہد کرتے ہیں کہ اہل حق کے تمام دینی اداروں اور تحریکات میں ایک دوسرے کے معاون بن کر رہیں گے۔

....

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین اسلام پر استقامت نصیب فرمائے، اس کی ہدایات کو حرز جان بنانے اور ان پر عمل کی توفیق سے نوازیں اور دنیائے عالم اسلام کو امن وامان اور اطمینان و سکون کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بحیثیت منصف وقانون ساز

جسٹس بدیع الرمان کیکاؤس

جب کسی جج کے پاس کوئی مقدمہ پیش ہوتو وہ پہلے یہ دیکھتا ہے کہ آیا کسی نافذ شدہ قانون کی بناپر مقدمے کا فیصلہ ہوسکتا ہے، اگر کسی قانون کا اطلاق ہوتا ہوتو وہ قانون پر فیصلہ کردیتا ہے۔ لیکن اگر قانون اس مقدمے کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہ ہوتو پھر جج انصاف کے اصول تلاش کرتا ہے یعنی قانون میں جو خلا ہو اس کو انصاف سے پُر کرتا ہے اور کسی انصاف کے اصول کی بناپر فیصلہ کردیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پہلے یہی دیکھتے کہ آیا قرآن کریم کے کسی حکم سے مقدمہ کا فیصلہ ہوسکتا ہے، اگر ہوسکتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی بناپر فیصلہ کرتے۔

اگرچہ ایسا بھی ہوتا کہ آپ علیہ السلام اپنے حکم کے ذریعے قرآن کریم کے احکام کی تشریح یا تاویل کردیتے۔ لیکن اگر اس معاملہ کے متعلق قرآن کریم کی کوئی نص موجود نہ ہوتی تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اس پر حکم صادر فرماتے، کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود شارع تھے یا جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میں انصاف ہوتا اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔ چنانچہ جو تشریح یا تاویل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نص قرآن کریم کی کی یا جو حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صادر فرمایا یا جس انصاف کے اصول کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ کردیا وہ ہمارے لئے قانون ہے، اسی طرح بجائے کسی مقدمے کے اگر کوئی معاملہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو پیش ہوا جس میں احکام جاری کرنے کی ضرورت تھی تو جیسی صورت مقدمہ کے فیصلہ کی تھی ایسی ہی صورت اس معاملہ کے فیصلہ کی بھی ہوئی اور اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریح (تاویل) احکام یا نافذ کردہ اصول ہمارے لئے قانون بن گئے، یہ ضروری نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح الفاظ میں کوئی قانون نافذ کیا ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے جو لازمی نتیجہ پیدا ہوا ہو وہ بھی قانون ہے۔

ظاہر ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قانون سازی کا موضوع بہت وسیع ہے، چند صفحات میں تو یہی ہوسکتا ہے کہ اس میں کچھ حصوں پر تبصرہ کردیا جائے۔ حصوں کا انتخاب میں اس نقطۂ نگاہ سے کروں گا کہ موجودہ حالات میں کس قانون کی طرف توجہ مبذول کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

ا:... سب سے پہلے میں ان مشہور ہدایات کا ذکر کروں گا جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو دی تھیں، جب ان کو یمن کا حاکم مقرر کیا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کوئی معاملہ پیش ہوگا تو کیسے فیصلہ کروگے؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: کتاب اللہ کے مطابق۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا: اگر کتاب اللہ میں کوئی حکم موجود نہ ہو؟ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تو سنت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطابق فیصلہ کروں گا، سوال ہوا: اور اگر اس میں بھی کوئی حکم موجود نہ ہو، جواب تھا تو میں اجتہاد کروں گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا:

"تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں،
جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو ہدایت دی۔"

اس حدیث کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ اجتہاد کی بنیاد ہے، لیکن یہ صرف اجتہاد کی بنیاد ہی نہیں، اس میں مسلمان اولی الامر کے متعلق مفصل ہدایت موجود ہے۔ اس حدیث کی رو سے فیصلہ کیا جائے گا کہ کیا والی امر اسلام پر قائم رہا؟ اس نے اللہ ورسول کی اطاعت کی یا نہیں؟ اس کا حکم شریعت کے مطابق ہے یا شریعت کے خلاف۔ اس حدیث سے مندرجہ ذیل نتائج پیدا ہوئے:

الف:... کہ والی امر کی نیت کیا ہونی چاہئے؟ جس وقت وہ کوئی حکم صادر کرے، یہ لازم ہے کہ اس کی نیت یہ ہو کہ وہ قرآن کریم کا پابند ہے اور پہلے قرآن وسنت سے تلاش کرے کہ اس قضیہ میں اللہ اور اس کے رسول کا کیا حکم ہے اور اگر اس کو قرآن وسنت میں صاف حکم نہ ملے تو وہ کوشش کرے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں صراط مستقیم دریافت کرے۔ والی امر کے لئے لازم ہے کہ ایسی ہی اس کی نیت ہو، کیونکہ اعمال کا خیر وشر نیت سے متعین ہوتا ہے، اگر اولی الامر کا ارادہ ہی نہ ہو کہ قرآن وسنت کی پابندی کرے تو اگرچہ محض اتفاق سے اس کا عمل قرآن وسنت کے

مطابق ہو جائے تاہم اس کی نافرمانی تو باقی ہی رہے گی۔ جب اللہ کی اطاعت کا ارادہ نہ ہو تو محض اس وجہ سے کوئی عمل درست نہیں ہو پاتا کہ نفسانی خواہشات کی بنا پر جو عمل کیا جا رہا ہے فی الواقع وہی ہے جس کا اللہ نے بھی حکم دیا ہے، جس عمل کا محرک اللہ کی اطاعت نہیں بلکہ نفس امارہ ہے، وہ جہاں تک عذاب و ثواب کا تعلق ہے، درست عمل نہیں ہے۔ اگر آپ خیرات کریں اور نیت صاف اس سے کسی انسان کو راضی کر کے اس سے مالی فائدہ اٹھانے کی ہو تو خیرات، خیرات نہ رہے گی۔

ب:... یہ کہ عمل کا قرآن پاک کے مطابق ہونا لازم ہے اور جہاں ایک نتیجہ اس کا یہ ہے کہ قرآن کے مخصوص احکام کی پابندی ہوگی دوسرا نتیجہ یہ بھی ہے کہ اس کے عام احکام کی پابندی بھی لازم ہوگی۔ قرآن پاک بار بار معروف کا حکم دیتا ہے۔ اولی الامر کو خاص طور پر ہدایت کرتا ہے کہ وہ معروف کا حکم دیں۔ لہٰذا اولی امر خود بھی معروف کا پابند ہو گیا اور اس امر کا بھی پابند ہوا کہ دوسروں کو معروف کا حکم دے۔ یعنی ایک محکمہ بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے قائم کرے۔ معروف وہ عمل ہے جس کو اسلامی ذہن رکھنے والا معاشرہ قبول کرے یعنی وہ عمل جو جمہور مسلمانوں کی رائے میں صحیح ہو، جب کہ وہ اس عمل کے متعلق کوئی ذاتی خواہش نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی کے ذاتی مفاد اس سے وابستہ ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے جسے مسلمان اچھا سمجھیں اللہ کے نزدیک وہی اچھا ہے۔ سو والی امر معروف کا پابند ہوگا اور اس کا کوئی عمل جو معروف کے خلاف ہو جائز نہ ہوگا اور لوگوں پر اس کے حکم کی پابندی لازم نہ ہوگی، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔" (مشکوٰۃ المصابیح:۳۶۹۶)

البتہ مسلمان اس کو بہانہ نافرمانی کا نہیں بنا سکتے، معروف ایسا عمل ہے جس کے متعلق کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا اور کسی بحث کی اس میں کوئی گنجائش نہیں ہوتی، سوائے اس کے کہ کوئی انسان غلط نیت سے خواہ مخواہ ایک تنازعہ پیدا کرے۔

ج:... جہاں ولی امر سنت کا پابند ہوگا، وہاں اجماع بھی پابند ہوگا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب اجماع صحیح ہے اور لہٰذا قابل پابندی۔

د:... والی امر کا صاحب اجتہاد ہونا بھی لازم ہے، اگر وہ اجتہاد کی قابلیت نہیں رکھتا تو اللہ و رسول کا منشا تو پورا نہ ہوا۔

۲:... تنازعات کے فیصلے کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جب تک دونوں فریقوں کو سن نہ لیا جائے۔ یہ حکم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیا تھا، جب ان کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا، ایک اور موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مدعی اور مدعا علیہ حاکم کے سامنے بیٹھیں۔ اس حکم کا نتیجہ بھی یہی ہے کہ دونوں سے برابر کا سلوک ہو اور دونوں کو سنا جائے۔

یہ اصول کہ کسی کے خلاف فیصلہ صادر نہیں کیا جا سکتا جب تک اس کو سن نہ لیا جائے، ان اصولوں میں سے ہے جن کو فی زمانہ قدرتی انصاف کے اصول کہا جاتا ہے۔ یہ اصول آپ کو پاکستان، ہندوستان انگلستان کے فیصلہ میں ملے گا اور عام طور پر تمام مہذب ممالک کے قوانین میں ہوگا، البتہ اشتراکی ملکوں کے متعلق میں کچھ نہیں کہہ سکتا، کیونکہ پاکستان کی موجودہ حکومت نے بہت سے سرکاری ملازموں کو بغیر نوٹس اظہار وجوہ موقوف کر دیا تو ہائیکورٹ اور سپریم کورٹ کے ریٹائرڈ ججوں نے ایک قرارداد منظور کر کے حکومت کو بھیجی تھی جس میں لکھا گیا تھا کہ: "اسلامی انصاف کے اصولوں کے مطابق ان ملازمین کا حق ہے کہ ان کو موقع صفائی کا مہیا کیا جائے۔" اسلامی انصاف کا جب ذکر ججوں نے کیا تو ان کا اشارہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجہ بالا احادیث کی جانب تھا، لیکن حکومت کے ایک وزیر نے بیان دیا کہ یہ اصول کہ ملزم کو صفائی کا موقع ملنا چاہئے ایک بورژوائی اصول ہے، اسی بیان کی وجہ سے میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے اشتراکی ممالک اس اسلامی اصول کو قبول نہ کرتے ہوں۔

۳:... دوسرا اصول جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تنازعات کے فیصلہ کے متعلق قائم کیا وہ یہ تھا کہ تنازعہ کا فیصلہ ریکارڈ پر ہوتا ہے۔ یعنی اس مواد کی بنا پر ہوتا ہے جو مواد حاکم یا قاضی کے سامنے بطور حاکم یا قاضی آئے۔ ادھر ادھر کی باتیں سن کر یا کسی ایسی شہادت سے متاثر ہو کر جو حاکم کے سامنے بطور حاکم نہیں آئی، فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ یہ اصول بھی مہذب اقوام نے قبول کیا ہوا ہے (سوائے کیونسٹ ممالک کے) اور یہ مسلمہ ہے۔ اس کی دو بنیادیں ہیں: اول یہ کہ قانون شہادت کی اقسام متعین کر دیتا ہے اور ان اقسام کے علاوہ مواد کو قبول نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ جو مواد حاکم کے پاس بطور حاکم پیش نہیں ہوا، اس کی تردید کا موقع فریق مخالف کو نہیں ملتا اور یہ ناجائز ہے کہ تردید کا موقع فریق مخالف کو نہیں ملا اور یہ ناجائز ہے کہ تردید کا موقع مہیا کئے بغیر کسی کے خلاف کوئی شہادت قبول کر لی جائے۔

یہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کا ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ اگر کسی نے غلط فیصلہ کرا لیا تو اس نے صرف آگ کا ٹکڑا خریدا، جو چیز یک فریق کے لئے حرام تھی، فیصلہ کے ذریعہ سے حلال نہ ہو جائے گی۔ فیصلہ تو محدود مواد پر ہوتا ہے اور اس بحث پر ہوتا ہے جو حاکم کے سامنے کی جائے اور یہ ہو سکتا ہے کہ جو فریق حق پر نہیں وہ اس وجہ سے مقدمہ جیت جائے کہ اس نے مواد بہتر پہنچایا یا اس کی بحث

زیادہ اثر پیدا کرنے والی تھی۔

۴:...انسانی برابری کا عملی نمونہ اسلام نے دنیا کے روبرو پیش کیا۔ اسلام سے پہلے یورپ انسانی برابری کا قائل ہی نہ تھا۔ یونانی تہذیب نے انسانوں کو چار طبقات میں تقسیم کیا ہوا تھا اور رومن تہذیب نے تین طبقات میں۔ یہ دونوں تہذیبیں غلاموں کو شیروں کے آگے ڈالتی تھیں۔ عیسائیت نے بھی غلاموں کو قانوناً جائز تسلیم کیا اور غلاموں کو ہدایات دیں کہ وہ اپنے مالکوں کی پوری اطاعت کریں۔ غلامی کا جواز یہ بتایا کہ انسان چونکہ گناہگار ہو گیا تھا، اس لئے اس کو گناہ کی سزا مل رہی ہے۔ اسلام نے آ کر انسانوں کو یکسر برابر کر دیا، برابری انصاف کا سب سے بڑا اصول ہے کہ اور سچ یوں کہ انصاف کی عمارت کی بنیاد برابری ہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو قصاص اور دیت میں بھی برابر کر دیا۔ قرآن کریم نے فرمایا کہ: ''وجہ تکریم تقویٰ ہے۔'' نسل ورنگ وغیرہ کی بنا پر کوئی فوقیت کسی کو حاصل نہیں اور یہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ میں فرمایا، اسلام نے انسانوں کو حقوق میں برابر کر دیا، اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک مسلسل طرزِ عمل ہے۔

جب غزوۂ خندق کے موقع پر مسلمان خندق کھود رہے تھے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے سر پر ٹوکری اٹھاتے تھے، جب مسلمانوں نے اعتراض کیا تو فرمایا: ''کیا میں تمہارا بادشاہ بن کر بے کار رہوں؟'' ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کی ایک قطار ٹھیک کر رہے تھے، چھڑی آپ کے ہاتھ میں تھی، ایک مسلمان کی پیٹھ پر لگ گئی، اس نے کہا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میں قصاص لوں گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ کو ننگا کیا اور فرمایا: لے لو! اس نے بڑھ کر مہر نبوت چوم لی، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو پیٹھ پیش کر دی تھی۔ اس سلسلے میں سب سے اہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چوری کے ایک مقدمہ کے متعلق ردعمل ہے۔ ایک اونچے گھرانے کی عورت نے چوری کی، جو لوگ اس کو حد سے بچانا چاہتے تھے، انہوں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سفارشی بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اسامہ! تو اللہ کی حدود میں سفارش کرتا ہے؟ اس پر حضرت اسامہؓ نے فوراً کہا: یا رسول اللہ! مجھے معاف فرمائیے، مجھ سے خطا ہوئی۔'' پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا:

''لوگو! تم سے پہلے لوگ اسی وجہ سے ہلاک ہوئے کہ جب ان میں سے کوئی بڑا آدمی چوری کرتا تو اس سے درگزر کرتے، اور جب کوئی کمزور آدمی ایسے فعل کا مرتکب ہوتا تو اس کو سزا دیتے۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر فاطمہؓ بنت محمدؐ پر بھی یہ جرم وارد ہوتا تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ ڈالتا۔''

برابری کی جو مثال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی اس کی نظیر نہیں ملتی، اگر خدانخواستہ فی الواقع حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کسی چوری کی مرتکب ہوتیں تو ساری امت کہتی کہ ان کو ایسی سزا نہ دی جائے بلکہ امت کے کسی فرد کی جرأت ہی نہ ہوتی کہ ایسی سزا کا ذکر کرے، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرما رہے تھے اس میں کوئی مبالغہ نہ تھا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کرتے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ نے زبان مبارک سے فرمایا۔ یہ درست ہے کہ ایسا واقع ہونے کا کوئی احتمال نہ تھا لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مثال بیان کر کے انسانوں کی قطعی برابری پر مہر ثبت کر دی، اسی طرز عمل کا نتیجہ وہ برابری تھی جس کا ہم نے بعد میں مشاہدہ کیا۔

ہمارے خلیفہ یا بادشاہ نے کبھی قانون کے سامنے پیش ہونے پر اعتراض نہیں کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پیش ہوئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ پیش ہوئے، خلیفہ مامون الرشید، سلطان مراد، محمد بن تغلق وغیرہ پیش ہوتے رہے، جہاں تک امیر کے سزا سے بچنے کا تعلق ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو بھی سزا دی، حالانکہ یہ سزا مصر میں بھی ان کو دی جا چکی تھی، صرف وہ سزا لوگوں کے سامنے نہ دی گئی تھی۔ اس لئے حضرت عمرؓ کی رائے کے مطابق شریعت کا منشا پورا نہ ہوا تھا، اسی سزا کے نتیجہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بیٹا جاں بحق ہو گیا۔ اسی طرح حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو بھی مصر سے بلوایا، جب ان کو معلوم ہوا کہ ان کو سزا نہیں دی گئی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک قبطی کو مارا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبطی کو بلایا اور اپنے سامنے حضرت عمرو بن العاصؓ کے بیٹے کو اس سے مروایا اور ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے: ''مار بڑوں کی اولاد کو۔''

ہمارے موجودہ آئین کے مطابق صدر اور گورنر کسی عدالت کے سامنے پیش نہیں ہو سکتے، چاہے وہ جتنے انسانوں کو چاہیں قتل کر دیں، جس قدر روپیہ چاہیں غبن کر لیں، غرض یہ کہ چاہے کیسا بھی جرم کریں جب تک وہ صدر یا گورنر ہیں، ان سے کوئی باز پرس نہیں ہو سکتی۔ یہ ملحدانہ تصورات کا اثر ہے، ورنہ کہاں اسلام اور کہاں اس قسم کے امتیازات۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما خلیفہ مامون الرشید، سلطان مراد سب عدالت میں پیش ہو سکتے ہیں لیکن پاکستان کے گورنر اور صدر نہیں ہو سکتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا محاسبہ تو قوم اتنے جرم پر بھی کر سکتی ہے کہ ان کی قمیض دوسروں سے تھوڑی سی لمبی تھی اور خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب سوال کیا کہ اگر میں نے فی

الواقع قمیض کا کپڑا زیادہ لے لیا ہوتا تو تم کیا کرتے تو اس کا ان کو جواب ملا کہ یہ تلوار ہے اس سے تیرا سر قلم کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کا شکر ادا کیا تھا کہ اگر وہ غلطی کریں تو ان کو قتل کرنے والے موجود ہیں، لیکن جہاں وہ اپنی قمیض کی لمبائی کے بھی جوابدہ تھے، ہمارے حاکم قتل کے بھی جوابدہ نہیں۔

اس موقع پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی صلح کی گفتگو بھی یاد آ گئی ہے جو انہوں نے رومیوں سے کی تھی۔ رومیوں نے کہا: ہمارا بادشاہ بڑی طاقت والا، بڑی شان وشوکت والا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: تمہارا بادشاہ ایسا ہوگا، ہمارا بادشاہ ہم میں سے ایک ہے، اگر وہ چوری کرے ہم اس کا ہاتھ کاٹ دیں، اگر وہ زنا کرے تو ہم اس کو سنگسار کردیں اور جب ہم اس کے پاس کسی کام کیلئے جاتے ہیں تو اس کا فرض ہے کہ ہمری سنے، ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ عدالت کے روبرو پیش ہونے سے ہماری عزت کم نہیں ہوتی بلکہ بڑھتی ہے، اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ قاضی کے روبرو پیش ہوئے تو کیا ان کی عزت کم ہوئی؟ یا تاریخ میں انہوں نے اپنا مقام پیدا نہیں کیا؟ آج ہمیں اس امر کا احساس نہیں کہ ہم اس قسم کا قانون وضع کرکے اسلام پر دھبہ لگا رہے ہیں۔ اس ملک کا بیان کردہ مذہب اسلام ہے تو کیا اسلام اس قسم کا امتیاز روا رکھتا ہے؟ آئین سے تو یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ روا رکھتا ہے۔

۵:... حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ان کے حقوق کا پروانہ عطا فرمایا، حکم دیا کہ سب کی جان ومال، عزت اسی طرح حرام ہے جیسے اس ماہ کی حرمت، جس میں حج ہو رہا تھا۔ اس حکم کا نتیجہ ہے کہ کوئی فرد یا گروہ یا حکومت کسی مسلمان کی جان، مال یا عزت پر حملہ نہیں کرسکتے۔ اقوام متحدہ نے تو اب انسانی حقوق کا اعلان کیا ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے انسانی حقوق کا اعلان کردیا تھا۔ یہ اعلان فرد کے حقوق کو قبول کرتا ہے اور حکومت کے اختیارات پر حد قائم کرتا ہے۔ اس معاملہ میں اسلام اور اشتراکیت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اشتراکیت سرے سے انسان کا کوئی حق تسلیم ہی نہیں کرتی وہ تمام حقوق حکومت کو دیتی ہے۔ جس کا اختیار ہے کہ جس فرد کی چاہے جان لے لے اور جس فرد کا چاہے مال لے لے، اشتراکی ممالک کی مقننہ کے قانون سازی کے اختیارات انسانی حقوق سے محدود نہیں ہوتے اور وہ جیسا چاہے قانون وضع کرسکتی ہے۔ اس کے خلاف جمہوری ممالک میں مقننہ کے اختیارات محدود ہیں، وہ مال لیں تو معاوضہ ادا کریں گی، وہ کسی کی جان نہیں لے سکتے سوائے اس کے کہ ایک قانون ہے جس کے ماتحت سوائے مستثنیات کے افراد معاشرہ فوجی خدمت پر مجبور ہوتے ہیں۔

۶:... قانون سازی کی ایک واضح مثال ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احکام میں بھی ملتی ہے جس کے ذریعے انہوں نے حاکم یا قاضی کو نکاح کی تنسیخ کا اختیار دیا۔ قرآن پاک میں یہ وضاحت کسی جگہ نہیں کی گئی کہ حاکم یا قاضی کو اختیار تنسیخ نکاح حاصل ہے۔ قرآن پاک میں تو صرف نکاح اور طلاق کا ذکر ہے، لیکن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے کوئی شک نہیں رہ جاتا کہ حاکم یا قاضی کو یہ اختیار حاصل ہے اور اب تو شرع محمدی کا یہ ایک مسلمہ اصول سمجھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس وقت پاکستان کے قانون کے مطابق ایک نکاح متعدد وجوہات کی بنا پر منسوخ کیا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر زوجہ کو گزارا دو سال سے زائد مدت نہ دیا جائے یا خاوند عادتاً بے رحمی کا مرتکب ہو یا عورت کی جائیداد پر قبضہ کرے تو عدالت نکاح کو منسوخ کرسکتی ہے۔ ایک حدیث تو اس بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہے کہ اگر نکاح قائم رکھیں اور اس سے بے انصافی ہوتی ہو تو نکاح منسوخ کردیا جانا چاہئے۔ اس کے علاوہ دو واقعات ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کے ختم کرنے کا خود حکم دیا، وہ دونوں واقعات ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی جمیلہ رضی اللہ عنہا نے صرف اس بنا پر نکاح سے خلاصی چاہی کہ اس کا خاوند بدشکل ہے اور وہ اسکے ہمراہ نہیں رہ سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جمیلہ (رضی اللہ عنہا) وہ باغ جو اسے ثابت بن قیس (رضی اللہ عنہ) نے دیا تھا، واپس کردے اور ثابت اس کو طلاق دے دے۔

دوسرا واقعہ ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی دوسری بیوی حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ہے اس نے بھی اس بنا پر نکاح سے خلاصی طلب کی کہ وہ ثابت رضی اللہ عنہ کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو جو اس نے دیا ہوا تھا واپس دلوادیا اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ (حبیبہ رضی اللہ عنہا) کو طلاق دے دے۔

۷:... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دے کر کہ متوفی اور میراث پانے والے کا دین ایک ہی ہونا چاہئے، دینی رشتہ کی اہمیت ثابت کی اور یہ واضح کردیا کہ جو ہمارے دین پر نہیں، اس کے اور ہمارے درمیان کس قسم کا رشتہ ہے۔ مسلمان کا وارث صرف مسلمان ہوسکتا ہے اور مسلمان غیر مسلم کا وارث نہیں ہوسکتا۔ نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوسکتا تاکہ کوئی انسان اپنے جرم سے فائدہ نہ اٹھائے اور اپنے ہر ناجائز فعل کا خمیازہ بھگتے۔ میں نے چند امور کی وضاحت مثال کے طور پر کی ہے۔ اگر پوری تشریح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کی کی جائے تو بہت وقت درکار ہے۔ ☆☆☆

دعا کی تاثیر اور ثمرہ!

مفتی حبیب الرحمٰن لدھیانوی

دعا کا لغوی معنی ہے پکارنا اور مانگنا۔ شریعت کی اصطلاح میں اللہ ہی کو پکارنا اور اس سے مانگنا دعا کہلاتا ہے۔ انسان کی فطرت میں جس طرح مانگنا شامل ہے، اسی طرح اللہ جل شانہ کی صفت کریمی میں دینا اور عطا کرنا شامل ہے۔ انسان مانگ کر خوشی محسوس کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ دے کر خوش ہوتا ہے۔

جیسے قرآن مجید میں ہے کہ:

"وقال ربکم ادعونی استجب لکم." (المومن:۶۰)

ترجمہ: "اور کہا تمہارے رب نے کہ تم مجھے پکارو میں تمہاری پکار کو سنوں گا۔"

گویا اللہ رب العزت خود مانگنے کی دعوت دے رہے ہیں اور دینے کا وعدہ بھی فرمارہے ہیں، اللہ کو یہ ادا بہت پسند ہے، جیسے حدیث شریف میں ہے کہ:

"لیس شیء اکرم علی اللہ من الدعاء۔"

ترجمہ: "نہیں ہے کوئی چیز اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ دعا سے۔"

اب رہی بات مانگنے اور پکارنے کی تو مانگے گا وہ جو محتاج اور ضرورت مند ہوگا۔ حقیقت تو یہ ہے کہ انسان کے پاس جتنا کچھ بھی کیوں نہ ہو، پھر بھی محتاج کا محتاج ہی رہتا ہے۔ رزق کا محتاج، صحت وتندرستی کا محتاج، عزت وآبرو کا محتاج، الغرض انسان محض محتاج ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:

"یا أیها الناس أنتم الفقراء الی اللہ واللہ هو الغنی الحمید۔" (الفاطر:۱۵)

ترجمہ: "اے لوگو! تم تمام کے تمام فقیر ہو اور اللہ تعالیٰ غنی ہے، قابل تعریف ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں مانگنے کا حکم دیا ہے وہاں انسان کو اپنی ذات سے مانگنے کا ڈھنگ اور طریقہ بھی سکھلایا ہے۔ جیسے سورۂ فاتحہ پوری سورۃ دعا ہے اور اللہ نے وحی کے ذریعے اپنے بندوں کو مانگنے کا ڈھنگ سکھلایا ہے کہ مجھ سے مانگنا ہے اور کون کون سی چیزیں مانگنی ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا اس کی شان کریمی ہوسکتی ہے کہ نماز جیسی افضل عبادت کی ابتدا ہی دعا سے ہوتی ہے۔ نماز میں اگر سورۂ فاتحہ نہ پڑھی جائے تو نماز ہی قابل قبول نہیں ہے۔ گویا اللہ سے مانگنا ضروری ہے۔

قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے قصے ذکر کیے گئے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام نے مختلف حالات اور کیفیات کے ضمن میں اپنے رب کے حضور التجا اور استدعا کی۔ نمونے کے طور پر چند انبیاء علیہم السلام کی دعائیں ذکر کی جاتی ہیں:

دعائے آدم علیہ السلام:

حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور اپنی غلطی کا اقرار کرتے ہوئے ندامت اور شرمندگی کا اظہار صراحتاً کیا اور اپنے لئے عدم معافی کو یقینی خسران خیال کیا:

"ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنكونن من الخاسرين۔" (الاعراف:۲۳)

ہمارے جد امجد نے اپنے رب سے التجا کی کہ تیرے سوا ہے کوئی ہمارا فریاد رس؟ لہٰذا ہمیں اپنے نفس کے ظلم سے بچا۔

دعائے نوح علیہ السلام:

"رب انزلنی منزلاً مبٰرکاً وانت خیر المنزلین۔" (المومنون:۲۹)

حضرت نوح علیہ السلام اللہ ہی کے حکم سے کشتی پر سوار ہوئے تھے لیکن پھر بھی کمال عبدیت اور کمال اقربیت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے رب کے حضور التجا کرتے ہیں کہ میری کشتی کو کسی مبارک جگہ پر نازل کرنا "وانت خیر المنزلین" میری کشتی بحفاظت مناسب جگہ تو ہی پہنچانے والا ہے۔ میرا بیڑا پار کرنے والا تو ہی ہے۔

دعائے ایوب علیہ السلام:

"وأیوب اذ نادی ربه أنی مسنی الضر وأنت أرحم الراحمین۔" (الانبیاء:۸۳)

جب ایوب علیہ السلام سخت جسمانی تکلیف میں مبتلا تھے تو اپنے رب کے حضور رحم اور شفا کی درخواست کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں: "اے میری رب مجھے دکھ نے ستایا ہے اور تو سب سے بڑا مہربان ہے۔" حضرت ایوب علیہ السلام نے شکستگی اور عاجزی کو اختیار کرتے ہوئے اپنے رب کو پکارا کہ تیرے سوا میرا کوئی مہربان اور سہارا نہیں ہے، لہٰذا میری تکلیف اور پریشانی کو دور فرمایا۔

دعائے زکریا علیہ السلام:

حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی خواہش کے لئے اپنے رب کو پکارتے ہوئے عرض کیا:

"رب لاتذرنی فرداً وانت خیر الوارثین" (الانبیاء:۸۹)

ترجمہ: ''اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑیو اور سب سے اچھا وارث تو ہی ہے۔''

اسی طرح: ''رب ھب لی من الصلحین '' بھی مذکور ہے۔ گویا اولاد جیسی نعمت بھی اللہ کے نبی نے اپنے رب سے مانگی اور اس کے حضور درخواست کی کہ اولاد تو ہی دے سکتا ہے۔

آنحضرت ﷺ کی دعا:

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دعا سکھلائی:

''ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ'' (البقرہ:۲۰۱)

ترجمہ: ''اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت کی بھلائی عطا فرما۔''

اور بھی آپ ﷺ نے لحہ بہ لحہ دعائیں کیں۔ چنانچہ دین و دنیا کی تمام حاجتیں اور ضرورتیں انبیا علیہم السلام نے اپنے پروردگار سے مانگ کر اپنے متبعین کو تعلیم دی کہ اپنے رب سے مانگا جائے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی بھی چیز ہو اپنے رب سے مانگو حتی کہ جوتے کا تسمہ بھی اپنے رب سے مانگو۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ تنگی میں اس کی دعا قبول ہو اس کو چاہئے کہ خوشحالی میں بھی اپنے رب کو پکارے۔'' (ترمذی)

انسان پر اچھی اور بری حالت آتی رہتی ہے لیکن جب کوئی بندہ اپنی مشکل حالت میں اللہ کو پکارتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مشکل کو دور فرمادیتا ہے۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نہیں رد کرتی کوئی چیز تقدیر سوائے دعا کے اور نہیں زیادتی کرتی عمر میں کوئی چیز سوائے نیکی اور بے شک آدمی محروم کیا جاتا ہے رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ کرتا ہے۔'' (ابن ماجہ)

گویا تقدیر جیسی چیز کو بھی رد کرنے والی اگر کوئی چیز ہے تو وہ دعا ہے۔ یعنی جب کوئی بندہ صدق دل سے اپنے رب کو پکارتا ہے، اس کے سامنے التجا کرتا ہے تو اس کی التجا اور دعا کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تقدیر کے فیصلے کو بھی ٹال دیتے ہیں۔

دعا عبادت بھی ہے اور اطاعت بھی۔ عبادت اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے خود دعا مانگنے کا حکم دیا ہے کہ: ''ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ''... پکارو تم اپنے رب کو گڑگڑا کر اور خفیہ طور پر بھی... پکارنے والے کی پکار ایک نہ ایک دن ضرور شرف قبولیت حاصل کر لیتی ہے۔ البتہ دیر اور سویر میں اللہ کی کوئی حکمت ہوتی ہے۔

حکایت:

امام احمد بن حنبلؒ کے بارے میں لکھا ہے کہ ایک بار سفر پر جارہے تھے، بغداد کے مضافات سے گزر رہے تھے کہ رات ہوگئی۔ امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ رات بغداد میں ہی گزارتا ہوں۔ چنانچہ اس غرض سے میں ایک مسجد گیا۔ تھکا ہوا تھا، لہذا مسجد کے صحن میں لیٹ گیا۔ مسجد کا خادم آیا اور اس نے مجھے مسجد میں لیٹنے سے منع کردیا۔ چنانچہ اس نے مجھے مسجد سے نکال کر مسجد کا دروازہ بند کردیا۔ میں مسجد سے نکلا اور اس کے دروازہ پر ٹیک لگا کر لیٹ گیا۔ چنانچہ اس خادم نے یہاں بھی لیٹنے سے منع کردیا اور مجھے پاؤں سے مار کر وہاں سے اٹھا دیا۔ اتنے میں ایک شخص آتا ہے اور ماجرا پوچھتا ہے، میں نے حال ذکر کیا۔ اس شخص نے کہا: ''آؤ میرے ساتھ آپ میرے مہمان ہیں، میرے گھر میں قیام کرو۔''

الغرض میں نے اس کے یہاں قیام کیا اور میں نے دیکھا کہ وہ شخص ہمہ وقت استغفار کررہا ہے، میں نے اس سے دریافت کیا کہ اے اللہ کے بندے! تجھے استغفار سے کچھ فائدہ بھی ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ اس کی برکت سے میری ہر دعا قبول ہوگئی، سوائے ایک دعا کے۔

امام صاحب نے پوچھا وہ کون سی دعا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ میری دلی خواہش ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے امام احمد بن حنبلؒ کی زیارت کرلوں۔ بس یہی میری خواہش اور دعا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے فرمایا کہ: اے اللہ کے ولی! تیری اسی دعا کی تاثیر ہی تو ہے احمد بن حنبل کو اللہ تعالیٰ گھسیٹ کر تیرے دروازے کی چوکھٹ پر لے آیا ہے۔ گویا اللہ نے تیری دعا کو قبولیت کا شرف بخشا ہے۔

☆☆..........☆☆

اہل حق نے ہر فتنہ کی عیاری و مکاری سے امت کو آگاہ کیا

کمالیہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ نے جامع مسجد نیم والی کمالیہ ضلع ٹوبہ میں شان فاروقؓ و حسینؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ منکرین رسالت، منکرین قرآن، منکرین حدیث، منکرین عظمت وحجیت صحابہؓ، اہل بیتؓ چاروں فتنے ساڑھے چودہ سو سال قبل دور صحابہؓ سے چلے آرہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ان چاروں فتنوں اور دیگر فتنوں کی سرکوبی کے لئے اہل حق نے اپنے قلم، جسم و جان، مال ومتاع کے ذریعے ہر فتنہ کی عیاری و مکاری سے بے خوف وخطر ہوکر امت کو آگاہ کیا۔ اس پروگرام سے مولانا محمد خبیب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹوبہ ٹیک سنگھ اور مولانا عمر حیدری نے بھی عوام سے خطاب کیا۔ صدر مجلس حضرت پیر جی عتیق الرحمٰن امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کمالیہ اور ناظم نشرواشاعت حافظ عمران حیدری و دیگر علماء کرام بھی موجود تھے۔

حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ اعوان نقشبندی قادریؒ

جامع صفات شخصیت

حافظ فیصل محمود مدنی اعوان

رحیم یار خان کی عظیم علمی، روحانی شخصیت، یادگار اسلاف، پیر طریقت رہبر شریعت، حضرت مولانا حکیم محمد عبداللہ اعوان نقشبندی قادریؒ کو دنیا فانی سے رخصت ہوئے ایک سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ یوں تو ہر آدمی دنیا میں آیا ہی جانے کے لئے ہے۔ لیکن کچھ نابغۂ روزگار شخصیات ایسی ہوتی ہیں جن کے کوچ کر جانے سے ان کی تعلیمات، ان کا علم وعمل، اخلاق حسنہ، ان کی یادیں، تادیر باقی اور ان کی تعلیمات مشعل راہ ہوتی ہیں۔

حضرت حکیم صاحبؒ ان ہی میں سے ایک جامع صفات شخصیت تھے۔ آپؒ رحیم یار خان کے مردم خیز علاقہ مراد پور میں ۱۹۳۵ء میں اس وقت کے ولی کامل حضرت مولانا حاجی عبدالکریم اعوان مہاجر مدنیؒ (خلیفہ مجاز راس الاتقیاء حضرت پیر سید محمد فضل علی شاہ قریشی مسکین پوریؒ) کے علمی گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں ابتدائی تعلیم اپنے والد صاحب کے مدرسہ میں حاصل کی، پھر ابتدائی فارسی کی کتابیں اپنے علاقے کے مشہور علماء کرام جن میں سرفہرست رد قادیانیت پر لکھی گئی مشہور کتاب شہباز محمدی کے مصنف حضرت مولانا حکیم میر محمد ربانی، حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مسن آبادیؒ، حضرت مولانا فقیر اللہ صاحب مانکؒ، فاضل دارالعلوم دیوبند یو پی سے پڑھیں۔ اس کے بعد مزید تعلیم کے حصول کے لئے محدث جلیل، حضرت مولانا خیر محمد مہاجر مکی (فضل حمزہ والے) سراپا اخلاق ووفا، عاشق رسول حضرت مولانا حبیب اللہ گمانویؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ اس کے بعد اپنے پیر ومرشد حضرت مولانا میاں عبدالہادی دین پوریؒ کے حکم پر موقوف علیہ تک تعلیم شیخ الاسلام حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر حاصل کی، اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے اپنی علمی پیاس بجھانے جامعہ دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو الہیار سندھ تشریف لے گئے، وہاں پر عالم اسلام کے عظیم مشاہیر سے کسب فیض کا سنہری موقع ملا، جن میں آیت من آیت اللہ، محدث العصر، مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ کے اسمائے گرامی قابل ذکر ہیں۔

ان حضرات سے اعلیٰ نمبروں میں دورۂ حدیث شریف کی فراغت کے بعد قافلۂ حق کے چار اکابرین سے دورۂ تفسیر کی سند حاصل کی۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا عبداللہ درخواستیؒ، شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ، شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالغنی جاجرویؒ قابل ذکر ہیں۔

فرق باطلہ کے خلاف فن مناظرہ کیلئے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مناظر اسلام علامہ دوست محمد قریشیؒ، مناظر اسلام حضرت مولانا عبدالستار تونسویؒ، حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ سے استفادہ کیا۔ ہر دینی تحریک میں اکابرین کے حکم پر جرأت وبہادری کے ساتھ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، خصوصاً تحریک ختم نبوت میں جب ''جیل بھرو'' تحریک کا اعلان ہوا تو اپنے علاقہ سے ایک سو آدمی حضرت درخواستیؒ کی خدمت میں پیش کئے جو دو ماہ لانڈھی جیل کراچی میں قید کے بعد رہا ہو کر واپس آئے۔

تعلیم کی تکمیل کے بعد حضرت امیر شریعت سید

دعائے مغفرت کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حلقہ منگھوپیر کراچی کے ذمہ دار اور مخلص ساتھی قاری محمد ظفر کے والد گرامی حاجی قادر بخش صاحب پچانوے برس کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کہروڑ پکا کے رہائشی تھے۔ بہت نیک، شریف النفس اور صوم وصلوٰۃ کے پابند انسان تھے۔ آپ کے دو بیٹے حافظ قرآن ہیں۔

آپؒ کی نماز جنازہ جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا کے استاذ مولانا احمد صاحب نے پڑھائی۔ اللہ رب العزت ان کی کامل مغفرت فرمائے۔ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مجلس کے تمام متعلقین اور کارکنان سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت اور ایصال ثواب کی اپیل کی جاتی ہے۔

عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے مشورہ پر الحاج حکیم عبدالحئی لکھنوی سے حکمت وجراحی کا کام سیکھا۔تادم زیست حکمت کے شعبہ سے منسلک رہے اور حکمت کو پوری زندگی صرف اور صرف خدمت خلق کا ذریعہ بنایا۔ غریب، سید،یتیم ،بیوہ،معذور،دینی مدرسہ کے طلبا سے کبھی رقم نہیں لی بلکہ دوائی کے ساتھ کھانا کھلاتے اور اکثر مستحقین کو واپسی کا کرایہ بھی دیتے تھے۔علم وحکمت کے ساتھ ساتھ روحانی مراتب میں بھی بہت کمال حاصل کیا اور اپنے زمانہ کی مایہ ناز شخصیتوں سے بیعت ہوکر اپنے قلب کو منور کیا،جن حضرات سے بیعت حاصل کی ان کے اسمائے گرامی بھی پیش خدمت ہیں: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریاؒ سہارنپوری سے مدینہ منورہ میں اور حضرت مولانا عبدالغفور عباسی مدنیؒ سے مدینہ منورہ میں، حضرت مولانا سید کلیم اللہ شاہ صاحب مسکین پوری سے مسکین پور شریف میں، حضرت مولانا حماد اللہ ہالیجویؒ سے ہنو عاقل سندھ میں، حضرت مولانا پیر عبدالہادیؒ صاحب سے دین پوری شریف میں، حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ سے لاہور میں بیعت ہوئے۔ان میں سے برصغیر کے عظیم علمی روحانی مرکز خانقاہ عالیہ مسکین پور شریف کے سجادہ نشین اور بانی حضرت مولانا سید کلیم اللہ شاہؒ نے خلافت بھی عطا کی۔حضرت حکیم صاحب تادم زیست مسکین پور شریف کے سالانہ اجتماع میں شریک رہے اور خطاب بھی فرماتے اور اس خانقاہ عالیہ کے غلام رہے اور اپنی اولاد اور شاگردوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ایمان کو بچانے کے لئے اس روحانی مرکز سے منسلک رہیں۔ان مشائخ کا جب تذکرہ ہوتا تو بے خودی کے عالم میں فارسی کا یہ شعر پڑھتے:

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزے نہ شد

حضرت حکیم صاحبؒ سچے عاشق رسول تھے، دس حج کئے،مدینہ منورہ میں آقادو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے آستانہ عالیہ پر حاضری کا انداز بڑا عجیب ہوتا تھا،خواب میں بھی کئی مرتبہ آقادو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔اپنے علاقہ میں دین کا بڑا کام کیا،تمام اہل حق کی سرپرستی فرمائی۔سیاسی طور پر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کی جماعت جمعیت علماء اسلام سے منسلک رہے،لیکن مجلس احرار، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تبلیغی جماعت، اہلسنت والجماعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق رہا۔طالبان کی کامیابی،کشمیری مجاہدین، بیت المقدس کی آزادی،حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے صبح درس قرآن کے بعد بڑی رقت آمیز دعائیں مانگا کرتے تھے۔ہفت روزہ ختم نبوت، ماہنامہ احرار، ضرب مومن،القلم،روزنامہ اسلام اور دیگر اسلامی جرائد کا مطالعہ بھی فرماتے تھے۔صدقہ جاریہ کے طور پر دو دینی مدرسے اور ہزاروں شاگرد، چھ بیٹے، تین بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ان کے روحانی سلسلہ میں ان کے خلیفہ مجاز دونوں مدرسوں کے مہتمم ان کے جانشین علامہ محمد ارشد اعوان مدنی جو کہ جامعہ عبداللہ بن مسعودؓ خان پور کے فاضل ہیں اور اعزازی ڈگری مدینہ یونیورسٹی مدینہ منورہ سے حاصل کی۔ دوسرے بیٹے مفتی محمد عربی صاحب جو جامعہ خیر المدارس ملتان کے فارغ ہیں اور مفتی کا کورس جامعہ احسن العلوم کراچی سے کیا ہے۔باقی چار صاحبزادے حافظ محمد احمد، حاجی محمد اسعد،مولانا محمد امجد،مولوی محمد مکی صاحب ہیں۔

حکیم صاحب یکم صفر المظفر ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۵ نومبر ۲۰۱۲ء کو مختصر علالت کے بعد کلمہ طیبہ پڑھتے ہوئے ایمان کی سلامتی کے ساتھ دنیا سے رخصت ہوئے۔نماز جنازہ میں ۲۵ ہزار سے زیادہ افراد نے شرکت کی۔رحیم یار خان کے اکثر مدارس کے طلبا،علماء کرام، مشائخ عظام نے شرکت کی۔ دوسرے دن تعزیتی اجلاس ہوا۔جس میں بھی علمائے کرام،مشائخ عظام کے علاوہ ہزاروں افراد نے شرکت کی۔تمام علمائے کرام نے ان کی دینی خدمات پر اُن کو خراج تحسین پیش کیا۔اس تعزیتی اجتماع کی صدارت شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی حبیب الرحمن درخواستی نے کی اور تمام اہل حق کی جماعتوں کی طرف سے ان کے جانشین صاحبزادہ علامہ محمد ارشد اعوان کی دستار بندی کرائی اور دعائے خیر فرمائی۔اندرون اور بیرون ملک سے علمائے کرام نے بھی تعزیتی پیغام بھجوائے۔اللہ تعالیٰ شیخ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس عطا فرمائے،ان کی اولاد کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین ثم آمین۔☆☆

توحید ورسالت،قرآن وحدیث امت محمدیہ کا اثاثہ ہے

رجانہ.... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے جامعہ امدادالعلوم پیر محل روڈ رجانہ میں اساتذہ وطلبا سے خطاب کیا اور کہا کہ توحید ورسالت قرآن و حدیث امت محمدیہ کا اثاثہ ہے۔اس پُرفتن دور میں مساجد ومدارس سے تعلق،قرآن وحدیث کی تعلیم وتعلم،حفاظت ایمان کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔محنت وشوق لگن،دل جمعی سے درس گاہ،تپائی اساتذہ کا ادب،والدین ومعاونین کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہوئے دین محمدی کے پورے وارث بنو۔ اس پروگرام میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حلقہ رجانہ کے امیر قاری عمران حسین ناصر اور ضلعی مبلغ مولانا محمد خبیب بھی موجود تھے۔

برأت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

قادیانیوں نے حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ کی کتاب "المصالح العقلیہ" میں بعض عبارات کو سرسری طور پر مرزا غلام احمد قادیانی کی عبارات سے ملتے جلتے پایا تو انہوں نے دعویٰ کر دیا کہ حضرت تھانوی قدس سرہ نے یہ عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی پانچ کتابوں سے لی ہیں۔ علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب پی ایچ ڈی لندن نے اس مقالہ میں قادیانی مضمون نگاروں کی غلط بیانی اور علمی خیانت کا پردہ چاک کیا ہے اور ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے ہی دوسرے کی عبارات میں تحریف کر کے انہیں اپنی کتابوں اور رسائل کا حصہ بنایا ہے۔ یہ مقالہ ۱۹۸۳ء میں ماہنامہ "الرشید" ساہیوال اور ماہنامہ "بینات" کراچی بابت صفر المظفر ۱۴۰۵ھ میں شائع ہو چکا ہے۔ قند مکرر کے طور پر قارئین ہفت روزہ ختم نبوت کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

چھٹی قسط

علامہ ڈاکٹر خالد محمود، لندن

پردہ کی حکمتیں:

اسرار شریعت جلد دوم، ص: ۳۳۴ پر مولوی محمد فضل خان صاحب نے یہ عنوان قائم کیا ہے اور اس کے تحت لکھا ہے:

مستورات و مردوں کے لئے اسلامی پردہ کے وجوہات:

پردہ کے متعلق اسلام نے مرد و عورت کے لئے ایسے ایسے اصول بتائے جن کی پابندی سے ان کی عفت وعزت پر حرف نہ آئے وہ بدی کے ارتکاب سے محفوظ اور مصئون رہیں، چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے.... الخ

یہاں مولوی محمد فضل خان صاحب نے سورۃ النور، بنی اسرائیل اور المائدہ کی آیتیں دی ہیں اور ان کا ترجمہ کیا ہے حضرت تھانویؒ نے ان آیات کا ترجمہ اسی مولف سے لے کر اپنی کتاب کے ص: ۱۶۶ اور ص: ۱۶۷ میں دیا ہے، جس کا دل چاہے دونوں کتابوں اسرار شریعت اور احکام اسلام کا تقابلی مطالعہ کر کے دیکھ لے۔

افسوس کہ ایمن زئی صاحب نے یہاں بھی وہی بات ہانکی ہے اور اسی لکیر پر چلے ہیں کہ حضرت تھانویؒ نے ان آیات کا ترجمہ مرزا صاحب کی کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کے ص: ۴۸ سے لیا ہے اور اسی پر لکھا ہے:

"اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ مرزا صاحب کے ترجمے کو مستند سمجھتے تھے۔" (کمالات اشرفیہ ص: ۲۹)

ایمن زئی صاحب کو سوچنا چاہئے تھا کہ حضرت تھانویؒ تو خود مترجم قرآن اور مفسر قرآن ہیں۔ کیا وہ یہاں اپنا ترجمہ آسانی نہ دے سکتے تھے، لیکن مضمون چونکہ وہ اسرار شریعت سے لے رہے تھے اور اس کا وہ اجمالی حوالہ بھی دے چکے تھے، اس لئے انہوں نے ان آیات کا ترجمہ بھی اسی مولف سے لے لیا۔ اب اس میں خواہ مخواہ مرزا صاحب کو داخل کرنا کہ ہو نہ ہو مولانا تھانویؒ نے یہ ترجمہ مرزا صاحب سے ہی لیا ہے سینہ زوری نہیں تو اور کیا ہے؟؟

مولوی محمد فضل خان نے ان آیات کے ترجمہ اور تشریح کے بعد لکھا ہے:

اسرار شریعت مولوی محمد فضل خان:

"ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احسان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاکدامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے۔ یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، دوسرا کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے سننا اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس فعل بد کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا، اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن کریم نے بیان فرمائی ہیں، صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اس جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوت کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں ہو سکتا....." (اسرار شریعت ج۲، ص: ۳۳۵، ۳۳۶)

اسلامی اصول کی فلاسفی، مرزا صاحب:

"ان آیات میں خدا تعالیٰ نے احسان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنے تئیں پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلا دیئے یعنی یہ کہ اپنی آنکھوں کو نامحرم پر نظر ڈالنے سے بچانا، دوسرا کانوں کو نامحرموں کی آواز سننے سے بچانا، نامحرموں کے قصے سننا اور ایسی تمام تقریبوں سے جن میں اس فعل بد کا اندیشہ ہو اپنے تئیں بچانا، اگر نکاح نہ ہو تو روزہ رکھنا وغیرہ اس جگہ ہم بڑے دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ یہ اعلیٰ تعلیم ان سب تدبیروں کے ساتھ جو قرآن شریف نے بیان فرمائی ہیں صرف اسلام ہی سے خاص ہے اور اسی جگہ ایک نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے اور وہ یہ کہ چونکہ انسان کی وہ طبعی حالت جو شہوت کا منبع ہے جس سے انسان بغیر کسی کامل تغیر کے الگ نہیں

ہوسکتا...الخ۔‘‘(اسلامی اصول کی فلاسفی ص:۲۹،۳۰)

ان دونوں عبارتوں میں خط کشیدہ فقرات کے سوا کوئی فرق نہیں۔ اب آیئے حضرت تھانویؒ کی کتاب سے اس عبارت کو لیں یہ ’’احکام اسلامی عقل کی نظر میں‘‘ کے ص:۱۶۸ میں درج ہے اور اس میں یہ خط کشیدہ فقرے درج نہیں ہیں، اس کی عبارت اسرار شریعت کے مطابق ہے۔ اب اس یقین سے چارہ نہیں کہ حضرت تھانویؒ نے یہ اقتباسات مرزا غلام احمد کی کتاب سے ہرگز نہیں لئے۔

رہی یہ بات کہ اسرار شریعت کے مولف نے مرزا غلام احمد سے یہ مضامین لئے ہیں یا مرزا صاحب نے اسرار شریعت کے مسودہ سے استفادہ کیا ہے، اس سلسلہ میں ان دو عبارتوں پر مزید غور فرمادیں:

اسرار شریعت:

’’سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا موقع بھی نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے، جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں اسلامی پردہ کا یہی راز ہے اور یہی ہدایت شرعی ہے خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے.... اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہ چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے۔‘‘

(اسرار شریعت ج:۲، ص:۲۹۶)

اسلامی اصول کی فلاسفی:

’’سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ نفسانی قویٰ کو پوشیدہ کارروائیوں کا بھی موقع نہ ملے اور ایسی کوئی بھی تقریب پیش نہ آوے، جس سے بدخطرات جنبش کرسکیں۔ اسلامی پردہ کا یہی راز ہے اور یہی ہدایت شرعی ہے، خدا کی کتاب میں پردہ سے یہ مراد نہیں کہ فقط عورتوں کو قیدیوں کی طرح حراست میں رکھا جائے.... اور ہر ایک پرہیزگار جو دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے اس کو نہ چاہئے کہ حیوانوں کی طرح جس طرف چاہے بے محابا نظر اٹھا کر دیکھ لیا کرے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص:۳۱)

حضرت مولانا تھانویؒ نے ’’احکام اسلام عقل کی نظر میں‘‘ کے ص:۱۶۹ پر اسرار شریعت سے اقتباس لیتے ہوئے خط کشیدہ سطور نہیں لیں اور آگے یہاں سے مضمون لے لیا ہے:

’’اور ہر ایک پرہیزگار جو اپنے دل کو پاک رکھنا چاہتا ہے....الخ‘‘

اب ایمن زئی صاحب کی ہوشیاری دیکھئے آپ نے کمالات اشرفیہ کے ص:۳۱، پر یہ بات ثابت کرنے کے لئے کہ مولانا تھانویؒ اور مرزا صاحب کی عبارت ہو بہو ایک ہیں، مرزا صاحب کی عبارت نقل کرتے ہوئے یہ چھ سطریں حذف کردی ہیں، اپنے مدعا کو ثابت کرنے کے لئے اس قسم کی کتر بیونت کیا کسی خدا پرست کو زیب دیتی ہے؟ اس بحث میں مرزا غلام احمد کی اس عبارت پر غور کریں:

’’ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت کے حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ اپنے تئیں پاک دامن رکھنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلادیئے۔‘‘ (اصول اسلامی کی فلاسفی ص:۳۰)

یہاں اپنے تئیں سے خدا کی ذات مراد نہیں تو اور کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے تئیں پاک دامن رکھنے کے لئے کیا کسی علاج کی ضرورت ہے؟ سو اصل عبارت وہی ہوگی جو اسرار شریعت کی ہے:

’’ان آیات میں خدا تعالیٰ نے خلق احصان یعنی عفت حاصل کرنے کے لئے صرف اعلیٰ تعلیم ہی نہیں فرمائی بلکہ انسان کو پاک دامن رہنے کے لئے پانچ علاج بھی بتلادیئے۔‘‘

(اسرار شریعت، ج:۲، ص:۲۲۶)

ان دونوں عبارتوں کو پھر سے دیکھو اور یہ معلوم کرو کہ اصل عبارت اور صحیح بات کون سی ہوگی اور کس نے بات کو بگاڑا ہوگا؟

اس بات سے ایمن زئی صاحب بے خبر نہ تھے، آپ نے کمالات اشرفیہ کے ص:۲۹ پر مرزا غلام احمد کی عبارت نقل کرتے ہوئے یا اپنے تئیں کے الفاظ اسرار شریعت کے الفاظ سے بدل دیئے ہیں۔ اصلاح بُری بات نہیں لیکن اس عبارت کو مرزا غلام احمد کے نام سے پیش کرنا اگر خیانت نہیں تو اور کیا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

نکاح وطلاق کا فلسفہ:

ایمن زئی صاحب کمالات اشرفیہ کے ص:۳۳، پر لکھتے ہیں:

’’مرزا صاحب اپنی کتاب آریہ دھرم میں نکاح اور طلاق کی حکمتوں پر بحث کرچکے تھے۔ حضرت تھانویؒ نے اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس سے استفادہ کیا۔‘‘

اب آیئے! اس باب میں بھی اسرار شریعت اور آریہ دھرم کا تقابلی مطالعہ کریں:

اسرار شریعت:

’’واضح ہو مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان ونفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے اور عورت کی طرف سے عفت اور پاک دامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروریہ میں سے ہے اور جیسا کہ دوسرے معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہوجاتے ہیں، ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ

ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ جسم تو اسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا جب کہ تو نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔'' (اسرار شریعت ص:۱۸۷، ۱۸۸)

آریہ دھرم:

''مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر اور تعہد نان ونفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے اور عورت کی طرف سے عفت اور پاکدامنی اور نیک چلنی اور فرمانبرداری شرائط ضروری میں سے ہے اور جیسا کہ دوسرے معاہدے شرائط کے ٹوٹ جانے سے قابل فسخ ہو جاتے ہیں، ایسا ہی یہ معاہدہ بھی شرطوں کے ٹوٹنے کے بعد قابل فسخ ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ جسم تو اسی وقت سے تیرا جسم نہیں رہا، جبکہ تو نے اس کو کاٹ کر پھینک دیا۔''

(آریہ دھرم ص:۳۴، ۳۵، مطبوعہ ۱۹۰۳ء)

اسرار شریعت کی اس عبارت میں اور آریہ دھرم کی اس عبارت میں لفظ ہم کا فرق ہے۔ دونوں کتابوں سے اس جملہ کو لیجئے:

''مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر نہیں پہنچتا یا دوسرے لفظوں میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک عورت کسی کی منکوحہ ہو کر.... الخ۔'' (اسرار شریعت ص:۲، ص:۱۸۸)

''مطلقہ کی حرکات سے شخص طلاق دہندہ پر کوئی بد اثر نہیں پہنچتا یا دوسرے لفظوں میں ہم یوں کہہ سکتے ہیں... الخ۔'' (آریہ دھرم ص:۳۴)

دونوں عبارتوں میں ''ہم'' کا لفظ فارق ہے، اسی طرح اسرار شریعت کی عبارت ''واضح'' ہو کے الفاظ سے شروع ہوتی ہے جبکہ آریہ دھرم کی یہ عبارت اس سے شروع نہیں ہوتی۔

اب آیئے! دیکھیں کہ حضرت تھانویؒ کی عبارت میں واضح ہو اور ہم کے الفاظ ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو انہوں نے یہ عبارت اسرار شریعت سے لی ہے ورنہ آریہ دھرم سے۔

احکام اسلام عقل کی نظر میں، میں یہ عبارت ص:۱۵۷ سے شروع ہو کر ۱۵۸ تک چلی گئی ہے۔ یہاں شروع میں واضح ہو کے الفاظ بھی موجود ہیں اور درمیان عبارت میں ''ہم'' کا لفظ بھی نہیں جو مرزا صاحب کی عبارت میں تھا۔

سوامین زئی صاحب کا یہ دعویٰ کہ حضرت تھانویؒ نے آریہ دھرم سے ہی یہ اقتباس لیا ہے، کسی طرح بھی لائق پذیرائی نہیں اور حضرت تھانویؒ پر یہ ایک بہتان ہے۔

نوٹ: مرزا غلام احمد قادیانی نے حسب دعویٰ خویش یہ مضمون ایک ہندو عورت رام دئی سے لیا ہے، آریہ دھرم ص:۳۴ پر لکھتے ہیں:

''پھر رام دئی نے پنڈت کو مخاطب کر کے یہ بھی کہا تھا کہ یہ جو تو نے کہا کہ آریوں میں نیوگ ایسا ہے جیسا کہ مسلمانوں میں طلاق، اس سے معلوم ہوا کہ تم اس گند کو کسی طرح چھوڑنا نہیں چاہتے.... بھلا پنڈت جی طلاق کو نیوگ سے کیا مناسب اور نیوگ کو طلاق سے کیا نسبت؟ مسلمان ہمارے پڑوسی ہیں اور اس بات کو ہم خوب جانتے ہیں کہ مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے جس میں مرد کی طرف سے مہر تعہد نان ونفقہ اور اسلام اور حسن معاشرت شرط ہے۔''

(آریہ دھرم ص:۳۴)

مرزا غلام احمد نے یہ قرآنی معارف رام دئی سے لئے ہیں، یہ اس وقت زیر بحث نہیں، لیکن ایک عام مطالعہ کنندہ یہاں یہ سوال اٹھائے بغیر نہیں رہ سکتا کہ ادھر بات تو طلاق یا نیوگ کی ہو رہی تھی اور وہی زیر بحث تھے۔ مرزا صاحب یہ نکاح کی بحث یہاں کہاں سے لے آئے؟ دونوں مضمونوں میں کوئی قریب کا ربط نہیں، سیاق مضمون صاف بتا رہا ہے کہ یہ عبارت کسی اور جگہ کی تھی جو مرزا صاحب نے خواہ مخواہ رام دئی کے الفاظ سے یہاں جڑ دی ہے۔ اسرار شریعت میں جہاں یہ مضمون شروع ہوتا ہے کہ: ''مسلمانوں میں نکاح ایک معاہدہ ہے .... الخ'' وہاں اس سے پہلے واضح ہو کے الفاظ موجود ہیں اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبارت اصلاً یہیں کی تھی جو مسودے سے لے کر آریہ دھرم میں نقل کر دی گئی ہے۔

(جاری ہے)

اجلاس ائمہ مساجد پٹیل پاڑہ

کراچی (مولانا عبدالرؤف) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۸ر جنوری ۲۰۱۴ء بروز بدھ پٹیل پاڑہ کے ائمہ مساجد کا اجلاس ہوا، جس میں سبحانی مسجد، بلال مسجد، سنہری مسجد، نعمان مسجد، کریمی مسجد اور بسم اللہ مسجد کے ائمہ کرام نے شرکت کی۔ صدارت سبحانی مسجد کے امام وخطیب مولانا نورالرحمن نے کی۔ تلاوت کے بعد عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد نے تحفظ ختم نبوت کی اہمیت پر مختصر وقت میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ اس کام کو ہماری ضرورت نہیں بلکہ ہماری ضرورت ہے کہ ہم اس اہم کام میں اپنا حصہ ڈالیں۔ بعد ازاں تمام شرکاء نے اس بات کی بھرپور یقین دہانی کرائی کہ ہم انشاء اللہ اپنی استطاعت کے مطابق بھرپور کام کریں گے اور مرکز کی طرف سے جو بھی ذمہ داری ہم پر عائد ہوگی حتی الامکان ہم اس کو اختتام تک پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ مزید برآں تمام ائمہ کرام نے کام کے حوالے سے بہت مفید مشورے دیئے اور آخر میں ہر ماہ اس طرح کا اجلاس کرنے پر اتفاق ہوا اور مولانا نورالرحمن کی دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اقبال نعمانیؒ

تذکرہ وتعارف

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا محمد اقبال نعمانیؒ جامعہ خیر المدارس ملتان کے فاضل تھے۔ ابتدائی تعلیم جامعہ نعمانیہ کمالیہ میں حاصل کی۔ آپ کے ابتدائی اساتذہ کرام میں سے قائد تحریک ختم نبوت مولانا عبدالمجید لدھیانوی دامت برکاتہم ہیں۔ جن سے جامعہ نعمانیہ کمالیہ میں اسباق لیتے رہے۔ نیز شیخ الحدیث حضرت مولانا نذیر احمدؒ بانی جامعہ امدادیہ فیصل آباد سے بھی جامعہ نعمانیہ میں کسب فیض کیا۔

بعد ازاں جامعہ رشیدیہ ساہیوال میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہ، حضرت مولانا محمد عبداللہ، حضرت مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی رحمہم اللہ تعالیٰ کے ہاں وسطانی درجات کی تعلیم حاصل کی۔ آخری درجات اور دورہ حدیث شریف ۱۹۶۰ء میں جامعہ خیر المدارس ملتان میں کیا جہاں آپ کو خیر العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد شریف کشمیریؒ جیسے جہان العلم شخصیات سے بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، موطا امام مالکؒ، موطا امام محمدؒ پڑھنے کا شرف حاصل ہوا۔

تقابل ادیان: تقابل ادیان امام اہلسنت علامہ عبدالستار تونسویؒ، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ، فاتح قادیان مولانا محمد حیاتؒ، علامۃ العصر حضرت علامہ خالد محمود مدظلہ سے ردقادیانیت اور رفض وخروج پر تربیت حاصل کی۔

اصلاحی تعلق: حضرت اقدس مولانا عبدالعزیز رائے پوریؒ (حضرت ۱۱ چک والے) اور حضرت اقدس سید نفیس الحسینیؒ سے رہا۔

علی پور میں آمد: آپ ۱۹۶۴ء میں مرکزی جامع مسجد علی پور چٹھہ میں خطیب وامام کی حیثیت سے تشریف لائے اور تادم زیست تقریباً ۴۸ سال خطابت وامامت کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے وابستگی: تعلیم کے زمانہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کے دفتر مرکزیہ میں آمد ورفت شروع ہوئی۔ حضرت مولانا محمد حیاتؒ فاتح قادیان، مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ سے ردقادیانیت کے اسرار ورموز سیکھے اور علی پور چٹھہ میں آکر قادیانیت کا ناطقہ بند کئے رکھا۔ علی پور آمد کے بعد ۱۹۶۷ء میں جامعہ محمدیہ کی بنیاد رکھی اور تین تین دن تک تبلیغی جلسے منعقد کرتے، جن میں مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ، علامہ دوست محمد قریشیؒ، مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ سمیت ملک کے نامور علماء کرام کو مدعو کرتے اور عامۃ المسلمین کے عقائد واعمال کی اصلاح کے لئے بیانات کرواتے۔ قرب وجوار میں جہاں کہیں قادیانیت کا مسئلہ اٹھتا خم ٹھونک کر میدان عمل میں ہوتے۔ مولانا عبدالرحیم اشعرؒ، مولانا محمد شریف جالندھریؒ، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا نے بارہا آپ کی دعوت پر خطاب کیا۔ دو تین مرتبہ راقم الحروف نے بھی آپ کی صدارت میں اور آپ کی دعوت پر خطاب کی سعادت حاصل کی۔ مسلکاً پکے اور کھرے دیوبندی تھے۔ مماتیت اور یزیدیت سے کوسوں دور بالمقابل ان کے مقابلہ میں برسرپیکار۔

مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کے ہاں فیصل آباد میں تشریف آوری اور جماعتی امور پر مشاورت کا تو بندہ بھی عینی شاہد ہے۔ چنانچہ ہفت روزہ ''لولاک'' فیصل آباد میں ان کی تبلیغی سرگرمیاں چھپتی رہیں۔ غرضیکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ان کی پہلی اور آخری جماعت رہی۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام اور اس کے اکابرین حافظ الحدیث مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیخ طریقت جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انورؒ سے والہانہ اور نیازمندانہ تعلق رہا ہے۔

ہمارے بعض نئے مبلغین کی آمد ورفت دوسرے علماء کرام کی طرف ہوئی تو اسے شدت کے ساتھ محسوس کیا اور اس کی شکایت راقم السطور کی موجودگی میں کی۔

بہرحال ان کا اوڑھنا بچھونا عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت اور قادیانیت کی تردید رہا۔ وہ واقعتاً ختم نبوت کے رضاکار وچوکیدار تھے۔ ان کا وجود اہل علاقہ کے لئے عطیہ خداوندی تھا۔

آج ۲۱ردسمبر ۲۰۱۳ء، قلعہ دیدار سنگھ میں ردقادیانیت کورس کے سلسلہ میں منڈی بہاؤالدین سے واپسی ہوئی تو آپ کے فرزند گرامی مولانا محمد قاسم نعمانی حفظہ اللہ کی خدمت میں حاضری اور ان کی قبر مبارک پر دعائے مغفرت اور فاتحہ خوانی کی سعادت نصیب ہوئی۔

اللہ پاکؐ ان کی حسنات کو قبول فرمائیں۔

انہوں نے اپنے بیٹے، دو بیٹیاں اور بیوہ سوگوار چھوڑے ہیں۔ ہزاروں شاگردان، مرکزی جامع مسجد علی پور چٹھہ، جامع مسجد فاروق اعظم، جامعہ محمدیہ رسول نگر روڈ، جامعہ محمدیہ للبنات نزد جامع مسجد ان کے صدقات جاریہ ہیں۔ ☆☆

گلے میں ہو خراش، آئے ورم یا آواز بیٹھ جائے
شربت
توت سیاہ
سردی آتے اور جاتے وقت گلے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے ایسے میں
گلے میں خراش، ورم آنے یا آواز بیٹھ جانے
کی شکایات عام ہوتی ہیں۔ ہمدرد شربت توت سیاہ کی چند خوراکیں گلے کی
ان شکایات کا فوری خاتمہ کرتی ہیں۔ اب سردی آئے یا جائے۔ آپ
کے گلے کو کیا گلہ۔ کیونکہ آپ کو تو ہے ہمدرد شربت توت سیاہ ملا۔
ہمدرد
بولو کھُل کھُلا کے!
FOCAL POINT

ختم نبوت.... عقل کی روشنی میں!

مولانا محمد اسحاق صدیقی سندیلوی

(۲)

مرسلہ: مولانا محمد شفیق علوی

کہتا ہے کہ بعثت محمد یہ علیہ الف الف تحیہ کے وقت منکرین وجود باری بھی موجود تھے۔ اس کا اقرار واعتراف کرنے والوں میں عقلاً جس قدر گمراہیاں ہوسکتی ہیں وہ سب موجود تھیں۔ فلسفیانہ ضلال بھی اپنی انتہا کو پہنچ چکا تھا اور مذہبی بداعتقادی اور گمراہی بھی سب مراحل طے کر چکی تھی۔ زیر بحث فطری سوال کے متعلق عقل انسانی کوئی ایسا احتمال پیدا نہیں کر سکتی جو اس وقت موجود نہ ہو اور کوئی ایسا پہلو نکالنا اس کی قدرت سے باہر ہے جو اس وقت تک ظاہر نہ ہو چکا ہو اور اپنے جوہر کے لحاظ سے جدید کہا جا سکے۔ گویا شیطان، زیغ وضلال کا نقشہ مکمل کر چکا تھا۔ اس کے بعد صرف رنگ بھرنے کا کام رہ گیا جو قیامت تک جاری رہے گا۔

اخلاقیات (Ethics) کا سنگ بنیاد کیوں ہے۔ معلم اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مقدسہ جس زمانہ میں ہوئی ہے اس میں عقل اس عمارت کی تکمیل کر چکی تھی۔ یعنی اس موضوع کے متعلق جتنی گمراہیاں عقلاً ہوسکتی ہیں۔ ان سب کی بنیادیں پڑ چکی تھیں۔ بلکہ درحقیقت دیواریں بھی تعمیر ہو چکی تھیں اور فلسفیانہ ادیان نے اپنے حسب منشاء چھتیں بھی قائم کر لی تھیں۔ بعد کے فلسفیوں نے اس پر صرف پلستر کیا ہے یا نقش ونگار بنانے میں اپنی ذہانت دکھائی ہے۔

درحقیقت اخلاقیات کی روح صرف دو مسئلے میں معیار اخلاق اور محرک دونوں کے متعلق اپیکورس کی لذتیت (Hedonism) اور مل ہابس وغیرہ کی افادیت (Utilitarionism) میں حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں۔ اگر فرق ہے تو طرز بیان، اسلوب نگارش اور عنوان کا جو قابل اعتنا نہیں جیسا کہ خود مل نے اعتراف کیا۔

(Utilitarianism مصنفہ جان اسٹوارٹ مل)

ہیوم یا آدم اسمتھ نے ضمیر (Conseience) پر یورپ کے دور جدید میں زور دیا۔ مگر انہیں اس نظریہ کا باوا آدم سمجھنا غلط ہے۔ ارسطو کے نظریہ عدل کو اس کے وجدان کے برابر بٹھا کر دیکھئے تو ضمیر کا پردہ اٹھ جائے گا۔

رواقیہ (Stoics) کی جذبات کشی اور عقل پرستی مدت دراز تک رومہ پر حکمرانی کر چکی تھی۔ افلاطون اور ارسطو نے درحقیقت اس پر غاصبانہ تصرف کر کے اس کی تمیزی وحدت میں کمی پیدا کر دی۔ اس کے بعد اسے اپنے نظریہ کی شکل میں پیش کیا۔ (The History of Europeon Morales از ایڈورڈ ہارٹ پورلیکی)

اس کے یہاں بھی ضمیر کی تصویر بغور دیکھئے سے نظر آتی ہے۔ شاید واقیت کی خشکی اور عقل پرستی کے بالمقابل عملیت یا نتائجیت (Pragmatism) کا نظریہ ہے۔ اسے بھی جدید سمجھنا غلطی ہے۔ ولیم جیمس کو (جو اس کا بہت حامی ہے) اقرار ہے کہ یہ بہت قدیم نظریہ ہے۔ اسے امریکی فلسفہ کہنا غلط ہے۔ بلکہ فلسفہ کے دور میں اس کا سراغ ملتا ہے۔ (Typs of Philosophy.)

شبہ ہوسکتا ہے کہ مارکس کا نظریہ اخلاق بشرطیکہ اسے کوئی نظریہ بھی کہا جا سکے جو پورے نظام اخلاق کو معاشی حالات کے تابع اور دل ودماغ کے بجائے معدہ وامعاء کی پیداوار قرار دیتا ہے۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یا آپؐ سے پیشتر کہاں موجود تھا؟ لیکن درحقیقت یہ شبہ بے بنیاد ہے۔ مارکس کے اس بیان میں جدت صرف طرز بیان تک محدود ہے۔ ورنہ یہ بھی نظریہ افادیت ہی کی ایک شکل ہے۔ جسے اس نے مذاق زمانہ کے مطابق نئے طرز پر پیش کیا ہے۔ شراب کہنہ ہے۔ مگر ساغر جدید ہے جو کہنگی کی وجہ سے تیز تر اور ذوق گمراہ کے لئے لذیذ تر ہوگئی ہے۔ مغالطہ جدت کی بنیاد بھی یہی ہے۔

فلسفوں کے مقابلے میں دینی اخلاقیات ہے جس میں سب سوالوں کا جواب صرف اعتقاد آخرت سے دیا جاتا ہے۔ یہودیت ونصرانیت اسی نظریہ کی حامل تھیں۔ مگر یہ تصور اس قدر دھندلا ہو چکا تھا اور اس کی تفصیلات میں اس قدر غلطیاں واقع ہوئی تھیں کہ عملاً اس کا وجود اس کے عدم کے برابر تھا۔ یہود کے ایک طبقہ میں تو آخرت کا عقیدہ بھی مفقود ہو چکا تھا۔ مسیحیت میں بھی یہ نقش بہت ہی دھندلا ہو چکا تھا۔ یہی نہیں بلکہ اپنی حقیقی شکل بدل چکا تھا۔

درحقیقت یہودیت ومسیحیت دونوں اپنی حقیقی صورت میں معدوم ہو چکی تھیں۔ فلسفوں کی آمیزش نے ان کے جوہر کو فنا کر دیا تھا۔ انہیں نہ فلسفہ کہا جا سکتا تھا نہ دین۔ تاہم دین کے بجائے فلسفہ کا لفظ ان کے لئے زیادہ موزوں تھا۔ وہ خود بھی اسی میں فخر محسوس

یہی حال ہے۔ ہر ایک کے متعلق قرآن میں اور سنت خاتم النبیین میں ایسے اصول وضوابط بیان فرما دیئے گئے ہیں جو قیام قیامت تک رہنمائی کے لئے بالکل کافی اور وافی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایسے معیار ہمارے ہاتھ میں دیئے گئے ہیں۔ جن سے ہم قیامت تک ہونے والے ہر نظام کی صحت وغلطی معلوم کر سکتے ہیں۔

غرض یہ کہ دین کا کوئی شعبہ ایسا نہیں ہے جسے خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے ناقص چھوڑا ہو یا جس میں کسی ترمیم وتنسیخ کی گنجائش ہو۔ بلکہ ہر شعبہ کامل ومکمل اور ہر زمانہ کے تقاضوں کو پورا کرنے والا ہے۔ اس کے بعد کسی نبی ورسول کی بعثت بالکل بیکار ہو جاتی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی جدید پیغمبر کا آنا بالکل بے معنی اور بے ضرورت ہو جاتا ہے۔ یہی معنی ختم نبوت کے ہیں۔

تیسرا زاویہ:

تاریخ کی رفاقت میں ماضی کا سفر اگرچہ بہت دور تک نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ تھوڑا ہی فاصلہ طے کرنے کے بعد صعوبت سفر اس رفیق کو رفاقت سے روک دیتی ہے۔ مگر باوجود اس کے یہ سفر دلچسپ بھی ہے اور مفید بھی۔ ایک مرتبہ اس رفیق کو لے کر ماضی میں جہاں تک ممکن ہو پہنچئے اور آخری منزل سے پھر حال تک مراجعت فرمایئے۔ اس سفر کی ابتداء جس قلمرو پر ہوگی وہاں سے واپسی میں پہلی منزل جذبات کی آئے گی اور آخری عقلیت کی۔

اجتماع انسانی پر ان تینوں قوتوں یعنی حواس، جذبات اور عقل کا باری باری غلبہ ہر اس شخص کے سامنے واضح ہوسکتا ہے جو تاریخ عالم کا مطالعہ ذرا غائر نظر سے کرے اور اسے محض حوادث کے ایک سلسلہ کی حیثیت سے دیکھنے کے بجائے اس نظر سے دیکھے کہ اس کے کس دور میں حیات اجتماعی کا رخ متعین کرنے کا کام بحیثیت مجموعی اغلب واکثر کے اعتبار سے انسان کی کس فطری قوت وطاقت کے ہاتھ میں رہا ہے۔

تمدن کی ابتدائی حالت میں انسان کی سب سے زیادہ رہنمائی اس کے حواس ظاہرہ نے کی۔ اس کا مظاہر فطرت سے واسطہ تھا اور ان کی تاثیر سب سے پہلے حواس پر ہوئی تھی۔ اولین تاثیر اور شدت کے ساتھ عقل ابھی شیر خوار تھی۔ اس جواب پر کیسے قابو پا سکتی تھی۔ علاوہ بریں اجتماعی حافظہ حواس کے ذریعہ معلومات کی ذخیرہ اندوزی میں مصروف تھا۔ تاکہ عقل انسانی کا افلاس دور ہوا، اور وہ اس سرمایہ معلومات کو تفکر واستدلال کے کاروبار میں لگا کر منافع حاصل کرے ان اسباب نے بعض غلطیوں سے مل کر دینی زندگی میں بھی انسان کو اس مغالطہ میں مبتلا کر دیا کہ محسوسات ہی حقائق ہیں۔ عقل وخرد نے حواس کے سامنے سپر ڈال دی اور حواس جو دنیوی زندگی کے رہنما تھے۔ دینی زندگی کے لئے رہزن بن گئے۔

دوسرا دور جذبات کے شباب کا ہے۔ عقل اجتماعی پوری طاقت نہیں حاصل کر سکتی تھی کہ جذبات اس سے بہت زیادہ طاقتور ہو گئے اور اس پر حکمرانی کرنے لگے۔ محبت، عداوت، عظمت، دہشت، مسرت وغیرہ جذبات عقل خالص پر غالب اور فہم اجتماعی کے رہنما بن گئے۔ یہ بھی طبعی بات تھی۔ جذبات کی قوت نمو، عقل وفہم کی قوت نمو سے طبعاً بہت زائد اور قوی تر ہے۔ پھر کیا تعجب ہے کہ جو اس دور میں بنی نوع انسان کی دینی گمراہی بھی سب سے زیادہ اسی بے پناہ قوت کی رہین منت ہو۔

تیسرا دور محض تخیل کی نظر سے بہت مبارک دکھائی دے گا۔ کیونکہ دور عقلیت کے معنی ہی یہ ہیں کہ نوع انسانی کی اجتماعی زندگی میں عقل وفہم کا سکہ رواں ہو۔ کاش ایسا ہوتا! مگر واقعہ یہ ہے کہ جہاں تک دینی زندگی کا تعلق ہے۔ اس دور کو اس کا بدترین دور کہا جاسکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقل وخرد نے حواس وجذبات کے مقابلہ سے پریشان ہو کر ان پر غلبہ حاصل کرنے کا ارادہ ہی ترک کر دیا اور اس کے بجائے مصالحت کی راہ اختیار کی۔ شرائط صلح کچھ نامناسب طے پائے۔ جن کی پابندی نے عقل وفہم کو بڑی حد تک جذبات وحواس کا محکوم بنا دیا اور اس کے بدلے میں صرف محسوسات ووجدانات کا خراج قبول کر لیا۔ یہ دور آج بھی موجود ہے اور دنیا کی زندگی کا آخری دور ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔ انسان کی سب فطری قوتیں اجتماع زندگی پر باری باری حکمرانی کر چکی ہیں۔ عقل کے بعد کوئی ایسی قوت باقی نہیں رہی جو اس کی جانشینی کی مستحق ہو۔ (جاری ہے)

دل بینا بھی کر خدا سے طلب

انسان کی ظاہری آنکھ کی بینائی کو بصارت کہتے ہیں اور باطنی آنکھ کی بینائی کو بصیرت کہتے ہیں، خواہشات نفسانی کی پیروی کرنے سے انسان کی بصیرت چھن جاتی ہے اور دل اندھا ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''فانها لا تعمی الابصار ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور''۔۔۔ بے شک آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ سینوں میں دل اندھے ہو جاتے ہیں۔۔۔ امام نسفیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''پس ان کی آنکھیں دیکھنے سے اندھی نہیں ہوئیں بلکہ دل عبرت حاصل کرنے سے اندھے ہوئے اور ہر انسان کی چار آنکھیں ہیں۔ دو سر میں اور دو دل میں، جب دل کی آنکھیں بینا ہوں تو سر کی آنکھوں کا اندھا پن نقصان دہ نہیں اور اگر سر کی آنکھیں بینا ہوں اور دل کی آنکھیں اندھی ہوں تو یہ نقصان دہ ہے۔'' (تفسیر نسفی ج۳ص۱۰۷)

سچ ہے کہ دل اندھا ہو تو چمکدار آنکھیں کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ بقول شخصے:

دل بینا بھی کر خدا سے طلب — آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

(مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی مدظلہ)

کرتے تھے۔ چنانچہ حکماء یونان کی طرف انتساب اپنے لئے باعث عزت سمجھتے تھے۔ مثلاً فیثاغورث کو مختون یہودی اور افلاطون کو ایک اسرائیلی پیغمبر کا صحابی مشہور کر کے اپنے محرف دین کا اعزاز بڑھانے کی کوشش کرتے تھے۔

(The History Europeon Morales.)

کہاں؟ کے جواب میں بھی عقل ہر غلط راستے پر تگ ودو کر چکی تھی۔ موت کو مکمل فنا کے مرادف سمجھنے والا گروہ بھی اس وقت موجود تھا۔ قرآن مجید دیکھو تو جگہ جگہ اس کی تردید ملے گی۔ نظریہ تناسخ کی تاریخ بھی بہت قدیم ہے۔ اس کے ماننے والے خالص فلسفی بھی تھے اور بعض ایسے مذاہب کے پیرو بھی جو درحقیقت فلسفے ہی تھے۔ لیکن مرور زمانہ اور توارث کی وجہ سے ادیان ومذاہب کی صورت اختیار کر چکے تھے۔ فلسفیوں کی سرزمین یونان میں ایک طرف تو مابعد الموت کا تصور بہت ہیبت ناک پایا جاتا تھا جو ان کے قصص الاصنام (Myt Holo Gy) کا ایک باب تھا۔ دوسری طرف ارسطو افلاطون اور بعض فلاسفہ نے اس عامیانہ تصور میں ترمیم کر کے فلسفیوں اور فلسفہ کی فوقیت وتقدیس کا نقشہ تیار کر لیا تھا۔ یعنی حیات بعد الممات کو ایک ارتقاء نفسی عقلی کے مرادف قرار دے کر ان کی عظمت کو دائمی بنانا چاہا تھا۔ بلکہ سچ پوچھئے تو انہیں بھی مرتبہ الوہیت تک پہنچانے کی فکر تھی۔ آج کے فلسفی بھی زیادہ تر منکر آخرت اور کثر مثلاً بعض موپاسے ایک ارتقاء روحانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ گویا نظریہ کا جوہر وہی ہے محض شکل بدلی ہوئی ہے اور عقلاً اب کوئی ایسا نظریہ وجود میں بھی نہیں آسکتا جو اصل وجوہر کے لحاظ سے مندرجہ بالا نظریات سے جدا ہو اور اس میں شامل نہ ہو جاتا ہو۔ خیر یہ لوگ تو فلسفی تھے۔ غضب تو یہ تھا کہ یہودیت ونصرانیت بھی جن کی بنیاد وحی ربانی پر قائم کی گئی تھی۔ تعلیمات انبیاء سے بیگانہ ہو کر یقین آخرت کا سرمایہ بالکل برباد کر چکی تھیں۔ عالم آخرت کا ایک دھندلا سا تصور ان میں ضرور موجود تھا۔ مگر ان تصور کا رنگ اس قدر پھیکا پڑ چکا تھا کہ بڑی سے بڑی طاقت کی خوردبین بھی اسے واضح نہ کر سکتی تھی۔ تفصیلات میں بے راہ روی اور گمراہی تو حد سے تجاوز کر چکی تھی۔ وجہ ظاہر ہے، کتاب الٰہی غیر محفوظ اور محرف ہو چکی تھی۔ محض متوارث تصورات باقی رہ گئے تھے۔ ان میں فلسفہ کی آمیزش اور انہیں فلاسفہ کے اقوال کے مطابق بنانے کا جذبہ اس کے ساتھ کشف والہام کو علم کا ذریعہ سمجھ لینا بلکہ وحی ربانی پر اسے فوقیت دینا یہ سب امور تھے۔ جنہوں نے یہود ونصاریٰ کو عالم آخرت کے متعلق صحیح علم ویقین سے محروم کر دیا تھا۔

غور کیجئے! زندگی کے وہ سب مسائل جن سے دین کی بحث ہوتی ہے۔ انہیں تین مسلوں کے تحت داخل ہو جاتے ہیں۔ ان مسائل کے متعلق جس قدر گمراہیاں ہو سکتی ہیں وہ سب اس وقت مجتمع تھیں۔ آج کی کسی دینی گمراہی کو لے لو۔ اس کا سلسلہ انہیں جاہلی تصورات تک پہنچے گا جو بعثت محمدی کے وقت پائے جاتے تھے۔ ضلال اور باطل کی شکلیں بدلتی رہیں گی۔ مگر جوہر وہی ہوگا لباس بدلتے رہیں گے۔ مگر جسم نہ بدلے گا۔ رنگ بدلیں گے مگر اصل شے اس سے مختلف نہ ہوگی۔ فلسفوں کا جائزہ لو ادیان کا مطالعہ کرو۔ یا تو وہی گمراہیاں اور ظلمتیں ان میں اپنی اصل اور بسیط حالت میں پاؤ گے جو بعثت خاتم النبیین کے وقت موجود تھیں یا ان کی حقیقت انہیں میں سے چند کی ترکیب کی مرہون منت دیکھو گے۔ کامل جدت وندرت بہرحال مفقود ہوگی۔ اس لئے کہ عقل ان سے زائد سوچ ہی نہیں سکتی اور سچ تو یہ ہے کہ اطاعت انبیاء سے سرکشی اور ان کی تعلیمات سے آنکھیں بند کر کے عقل معاد ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتی۔ دور جاہلیت کے جاہل بدوی عربوں کے معتقدات کا یورپ کے اور امریکہ کے بڑے سے بڑے فلسفیوں کے عقائد ونظریات سے مقابلہ کرو۔ تم دیکھو گے کہ ان فلسفیوں کی ذہنی سطح ان مسائل میں جاہلوں اور گنواروں سے ایک سوت برابر بھی بلند نہیں ہے۔ دونوں کی عقل معاد ایک ہی سطح پر ہے۔ فرق صرف طرز بیان کا ہے۔ جب عالم ہر قسم کی گمراہیوں سے پر ہو چکا۔ جب شیطان اپنا ترکش خالی کر چکا۔ جب دنیا ”ظلمات بعضها فوق بعض“ کی مصداق بن چکی تو آفتاب ختم نبوت طلوع اور خاتم الکتب کا مہر عالمتاب افق پر جلوہ آرا ہوا۔ خلاق عالم اور اس کے صفات ماوراء موت اور اس کے حالات اخلاق اور ان کے حسنات وسیئات ان میں کون سا موضوع ایسا ہے جس کے بارے میں راہ حق قرآن وحدیث میں روشن نہ کر دی گئی ہو اور ان کے بارے میں کون سا وہ غلط اور مہلک راستہ ہے جس پر خطرے کا نشان خاتم الرسل نے نہ لگا دیا ہو۔ الٰہیات کے ذیل میں عقائد کا عظیم ذخیرہ آ جاتا ہے جو ذات وصفات وافعال الٰہیہ پر مشتمل ہے اور اس میں ان مسائل کے بارے میں ہر اس گمراہی وضلال کی بیخ کنی کر دی گئی ہے جو عقلی طور پر ممکن ہے۔ عبادات کا شعبہ اعتقادات سے مربوط اور نور علیٰ نور کا مصداق ہے۔ جس کی روشنی ہر باطل اور غلط امکانی طریق عبادت کا پردہ فریب چاک کر دیتی ہے۔ اخلاق کا معیار ایسا نمایاں اور واضح اور اس کے ضوابط واصول ایسے باطل شکن کہ اس کے مقابلے میں قیامت تک جو اخلاقی نظریہ ونظام لایا جائے گا منہ کی کھائے گا اور ذلیل وخوار ہوگا۔ معاشرت اور تہذیب بھی اخلاق سے بہت قریبی تعلق رکھتی ہے۔ اس بارے میں تعلیمات محمدیہ علیہ الف الف تحیہ کی یہ شان امتیازی نمایاں ہے کہ قیامت تک کوئی غیر اسلامی تہذیب وثقافت ومعاشرت اس کے اوپر منطبق نہیں ہو سکتی۔ یہ سب سے جداگانہ اور برتر واعلیٰ ثابت ہوگی۔ معاملات، سیاسیات، اجتماعیات وغیرہ ہر شعبہ زندگی کا

تاریخ کو مسخ نہ کیا جائے!

ڈاکٹر دین محمد فریدی، بھکر

اس سال بھی یکم ستمبر سے ۱۰؍ستمبر تک مسلمانوں نے ’’یوم ختم نبوت‘‘ کا عشرہ منایا، قلم کاروں نے کالم لکھے، بڑی بڑی کانفرنسیں ہوئیں۔ ہمارے ایک وکیل نے ۷، ۸؍ستمبر ۲۰۱۳ء کو ایک علاقائی پرچہ میں کالم لکھا بظاہر قادیانیت کے خلاف تھا، مگر تاریخ کو بُری طرح مسخ کیا۔

ریاست بہاول پور میں ایک محترمہ عائشہ بی بی تھی، اس کا خاوند بدقسمتی سے مرزائی ہوگیا۔ ۱۹۲۵ء میں محترمہ عائشہ بی بی نے تنسیخ نکاح کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا۔ نواب آف بہاول پور نے یہ فیصلہ شریعت کے مطابق حل کرنے کے لئے ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج محمد اکبر کی عدالت میں بھیجا، اس فیصلہ کی شرعی حیثیت ثابت کرنے کے لئے دیوبند سے شیخ المحدثین سید انور شاہ کشمیریؒ اپنی ٹیم مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ اور دوسرے علماء کے ساتھ باوجود بیمار ہونے کے پہنچے اور عدالت میں پانچ پانچ گھنٹے آپ کا علمی روحانی بیان ہوتا رہا۔ قادیانیت کی طرف سے امام تلبیس جلال الدین شمس اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچا، صرف مختصر دو واقعات عرض کرتا ہوں، جلال الدین شمس نے ایک کتاب اٹھائی حوالہ پڑھا جو کہ غلط تھا، اس حوالے کو سن کر عدالت بھی لرز گئی، متکلم اسلام سید انور شاہ کشمیریؒ عدالت میں کھڑے ہوئے، جج کو مخاطب کرکے کہا کہ آج سے بتیس سال پہلے یہ کتاب پڑھی تھی، ان کے فلاں صفحہ پر یہ حوالہ اس طرح ہے۔ جلال الدین شمس نے حوالہ غلط پڑھا، کتاب لے کر دیکھی گئی حوالہ سید انور شاہ کشمیریؒ کا صحیح تھا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ سید انور شاہ کشمیریؒ نے جلال الدین شمس کا بازو پکڑا اور کہا کہ: ’’جلال الدین! میں یہیں کھڑے کھڑے تمہیں مرزا کو جہنم میں جلتے ہوئے دکھا سکتا ہوں۔‘‘ جلال الدین نے بازو چھڑا لیا، چہرہ سیاہ ہوگیا، عدالت میں مسلمانوں کے چہرے کھل اٹھے۔ انہوں نے محسوس کرلیا کہ عدالت میں سید انور شاہ کشمیریؒ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وکیل بول رہا ہے۔ بیانات مکمل ہوئے سید انور شاہ کشمیریؒ نے مولانا محمد صادق کو فرمایا کہ فیصلہ میری زندگی میں ہوا تو خود سن لوں گا ورنہ میری قبر پر آکر سنانا۔ ۱۹۳۵ء میں عدالت نے مرزا کے کفر کا فیصلہ سنایا، سید انور شاہ کشمیریؒ وفات پاچکے تھے، مولانا محمد صادق نے دیوبند کا سفر کیا اور فیصلہ سید انور شاہ کشمیریؒ کی قبر پر پڑھ کر سنایا۔

یہ حقیقت ہے مقدمہ بہاول پور کی جس پر ہمارے معزز وکیل نے غلط بیانی کی کہ فیصلہ غلام احمد پرویز کی کتاب ختم نبوت کی بنیاد پر سنایا گیا، احرار اور دیوبند والے تو ویسے ہی کریڈٹ لیتے ہیں۔ فیصلہ ۱۹۳۵ء میں ہوا، جناب آغا شورش کشمیریؒ کے ’’چٹان‘‘ ۱۹۷۴ء کا حوالہ دیا کہ آغا شورش نے لکھا ہے کہ ’’غلام احمد پرویز جنتی ہے، علماء اس کے خلاف کفر کا فتویٰ واپس لیں۔ علماء نے غلام احمد پرویز کو کافر نہیں بنایا، اس کی تحریروں سے اس کا کفر ثابت کیا ہے، اللہ تعالیٰ اگر غلام احمد پرویز کو جنت دینا چاہیں تو وہ بے نیاز ہیں، وہاں پرویز نے ہماری جنت نہیں لینی، بے شک آپ جنت میں پہنچادیں عدالت نے فیصلہ کرتے وقت غلام احمد پرویز کی کتاب کے حوالہ ضرور دیا ہے، جیسے اس نے فیصلہ میں دوسری عدالتوں نے حوالے دیئے۔ پرویز نہ عدالت میں پیش ہوا نہ بیان ریکارڈ کرایا، رند کے رند رہے، جنت بھی ہاتھ سے نہ گئی۔ مقدمہ بہاول پور تین بڑی جلدوں میں بہاول پور سے لفظ بہ لفظ چھپا ہوا ہے۔ الحمدللہ! میں نے تو مطالعہ کیا ہے خانقاہ سراجیہ کندیاں کی لائبریری میں موجود ہے، یہ کسی نے غلط بیانی کی کہ غلام احمد پرویز نے مطالبہ کیا ہے کہ قادیانیوں کو اسمبلی میں آئینی طور پر کافر قرار دیا جائے؟ اسی مطالبہ پر فیصلہ ہوا۔

محترم یہ مطالبہ متحدہ ہندوستان میں سب سے پہلے ڈاکٹر سر علامہ اقبالؒ نے کیا تھا۔ اس وقت غلام احمد پرویز ابھی پاؤں پاؤں چلنا سیکھ رہا تھا۔ ڈاکٹر گوبلز کی بات پر عمل نہ کریں کہ: ’’جھوٹ اتنا بولو، اتنا بولو کہ دنیا سچ سمجھنے پر مجبور ہوجائے۔‘‘ مرزا غلام احمد قادیانی نے مقام نبوت پر ڈاکا ڈالا اور غلام احمد پرویز نے سنت رسول کا تمسخر اڑایا۔ ہمارے نزدیک مقصود کائنات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے غلام احمد پرویز خود مرکز ملت بنتا ہے، پرویز کو تم بے شک جنت کے اعلیٰ مقام پر لے جاؤ، ہم روکنے والے کون ہیں؟ مگر اس نے جو احادیث مبارکہ کا اپنی تحریروں میں مذاق اڑایا ہے ان کو کہاں لے جاؤ گے؟ علماء کرام جیسے کیسے بھی ہیں آج بھی دینی محاذ پر مسلمانوں کے ایمان بچانے کے لئے قربانی دے رہے ہیں اور کفر سے مرعوب نہیں اور علماء دیوبند تو ہر فتنہ کے خلاف کشتیاں جلا کر میدان عمل میں اترتے ہیں اور دشمنان اسلام کے خلاف سینہ سپر ہوتے ہیں۔

☆☆..................☆☆

[illegible]

اقرارِ توحید کے ساتھ خاتم الانبیاء ﷺ کی رسالت کی شہادت دینا بھی ضروری ہے: مولانا محمد یوسف مدنی

گل بہاران، بہادر آباد میں تحفظ ختم نبوت سیمینار میں علماء کرام کے خطابات

کراچی (مولانا محمد قاسم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۵ رجنوری ۲۰۱۴ء بروز اتوار گل بہاران بہادر آباد، نزد عالمگیر مسجد میں تحفظ ختم نبوت سیمینار منعقد کیا گیا، جس کی صدارت حضرت حافظ عبدالقیوم نعمانی مدظلہ نے کی جبکہ تلاوت کلام پاک مولانا عبدالرؤف اور نعت مولانا انس یونس نے پیش کی۔

سیمینار سے خطاب کرتے ہوئے مولانا قاضی احسان احمد مرکزی مبلغ ختم نبوت نے کہا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی مدحت اور شان اقدس بیان کرنا اور اشعار کی صورت میں گلہائے عقیدت پیش کرنا بڑی سعادت کی بات ہے۔ مگر ہم سب کے لئے سوچنے کی بات اور کرنے کا کام یہ ہے کہ ہم اس پیغام کو سمجھنے کی کوشش کریں جو ہمیں خوبصورت اشعار اور تحاریر و تقاریر کی صورت میں دیا جاتا ہے، ان میں پوشیدہ ایک عظیم پیغام کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں کل کائنات میں سب سے افضل اور کامل انسان ہیں۔ آپ کی شان سب سے بلند ہے اور اگر کوئی گستاخ حرمت رسول پر ہاتھ ڈالنے کی ناپاک جسارت کرے یا کوئی کذاب ختم نبوت پر ڈاکا زنی کا سوچے تو کسی مسلمان کی غیرت اسے برداشت نہ کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں خصوصاً قادیانیوں سے جو کہ منکرین ختم نبوت ہیں مکمل نفرت اور بیزاری کا اظہار کرے اور زندگی کے ہر مرحلے پر ان بدبختوں کا بائیکاٹ کرے۔ ہمارا اس سیمینار کے انعقاد کا مقصد بھی یہی ہے۔ اسکول، کالج کے طلبا اور تاجر و کاروباری حضرات سے دردمندانہ اپیل ہے کہ اس پیغام کو زیادہ سے زیادہ عام کرنے کی کوشش کریں۔

مولانا محمد یوسف مدنی (شیخ الحدیث جامعہ معہد الخلیل الاسلامی) نے اپنے بیان میں کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی توحید کا اعلان کیا ہے، وہاں وہاں اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو بھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ اذان، اقامت اور نماز میں توحید باری تعالیٰ اور رسالت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ ساتھ ہیں گویا اقرار توحید کے ساتھ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا بھی ضروری ہے۔ اس طرح جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی جاتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر کسی بھی مسلمان کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ اس بات کا بھی اقرار نہ کرلے کہ آپ اللہ کے آخری نبی ورسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا اور جو بھی آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے یا ایسے مدعی نبوت پر ایمان لائے وہ بالاتفاق کافر، زندیق اور مرتد ہے اور اسکا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں۔ جھوٹے مدعیان نبوت کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ عہد نبوی میں اسود عنسی کذاب نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ حضرت ابومسلم خولانی تابعی رحمہ اللہ اس کے علاقے کے تھے۔ اس نے حضرت ابومسلمؒ کو اپنی نبوت پر ایمان لانے کے لئے مجبور کیا۔ آپ نے انکار فرمادیا تو اس کی پاداش میں اس نے حضرت ابومسلم خولانیؒ کو جلتی آگ کے بہت بڑے گڑھے میں ڈال دیا، مگر اللہ تعالیٰ کی شان کہ آگ نے آپ کا بال بھی بیکا نہیں کیا اور وہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ سے زندہ سلامت نکل آئے، اسی طرح عہد نبوی ہی میں دوسرے دجال مسیلمہ کذاب نے یمن کے علاقے میں نبوت کا دعویٰ کیا اور اپنے گرد بہت بڑی جماعت اکٹھی کرلی۔ صحابی رسول حضرت حبیب بن زید رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تو اس نے پوچھا: کیا تم محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ کا رسول مانتے ہو؟ آپؓ نے جواب دیا: بالکل مانتا ہوں، پھر اس نے پوچھا: کیا تم مجھ کو بھی اللہ کا نبی ورسول مانتے ہو؟ آپ نے فرمایا: میرے کان تمہاری بات سننے سے بہرے ہوچکے ہیں یہ سن کر مسیلمہ کذاب نے حضرت حبیبؓ کے جسم کا ایک ایک عضو کاٹنا شروع کردیا اور ہر بار یہی سوال کرتا کہ: کیا تم مجھ کو نبی مانتے ہو اور وہ مجاہد ختم نبوت ہر مرتبہ اس کے جواب میں یہی فرماتے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور کسی نبی کی نبوت کی بات سننے سے میں بہرہ ہوں اور اپنے جسم کے ایک ایک عضو کی قربانی دیتے جاتے، اسی طرح آپ شہید ہوگئے مگر خاتم الانبیاء کے بعد کسی جھوٹے مدعی نبوت کو برداشت نہ کیا۔ آج قادیانی بھی اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کے نقش قدم پر چلتے ہوئے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغاوت کررہے ہیں اور مسلمانوں کا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑنے کی سازشوں میں مصروف ہیں۔ ہم سب کو مل کر ان سازشوں کو ناکام بنانا چاہیے۔

مفتی سلمان یاسین مدظلہ (استاذ جامعہ معہد

انٹلیل الاسلامی) نے اپنے بیان میں سامعین کو بتایا کہ ہر قادیانی اپنی کل آمدنی کا دس فیصد اپنی جماعت کو دیتا ہے۔ یہ پیسہ قادیانیوں کے تحفظ اور پوری دنیا میں مسلمانوں کو مرتد بنانے اور قادیانیت کی تبلیغ میں صرف ہوتا ہے۔ کیا مسلمان کو اپنے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانیت کے سدباب کے لئے مالی تعاون نہیں کرنا چاہئے؟ جب قادیانی اپنے جھوٹے مدعی نبوت کی تبلیغ کے لئے پیسہ خرچ کر سکتے ہیں تو مسلمانوں کو اپنے سچے اور آخری نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دین پوری دنیا میں پھیلانے کے لئے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے اور قادیانیت کا راستہ روکنے کے لئے زیادہ خرچ کرنا چاہئے۔ انہوں نے سیمینار میں شریک خواتین کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ ختم نبوت کا کام خواتین کے لئے کرنا سب سے آسان ہے کہ وہ اپنے بچوں کی دینی تربیت کریں اور ان کو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے تیار کریں۔

حضرت مولانا مفتی سعید احمد اوکاڑوی مدظلہ کی دعا پر سیمینار اختتام پذیر ہوا۔ اللہ رب العزت تمام شرکاء اور کارکنان ختم نبوت کی اس حاضری کو اپنی بارگاہ عالی میں قبول فرمائے اور روز محشر نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔ ☆☆☆

جواہرات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ

مراسلہ: مولانا محمد عرفان، کراچی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مختصر الفاظ پر مشتمل احادیث مبارکہ کے لفظی اختصار پر نظر کرتے ہوئے ان احادیث مبارکہ کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کرنا چاہئے، بلکہ ان کے معنی کی عظمت کو دل کی گہرائیوں میں اتار کر غور وفکر کر کے عمل کرنے کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہئے۔

فرمایا... اہل علم کے لئے کوئی مضمون نیا نہیں ہوتا، باقی عام آدمی تھوڑے سے وقت میں بھی تمام احکام سے اجمالاً واقف ہو سکتا ہے کیونکہ شریعت محدود ہے، غیر متناہی نہیں ہے، مقتضائے علم پر عمل نہ کرنا بھی انکار کے مثل ہے۔

فرمایا..... حال وکیفیت پیدا ہونے سے سالک کو بے فکر نہیں ہونا چاہئے بلکہ برابر مجاہدہ میں مشغول رہنا چاہئے، یہاں تک کہ حال مقام ہو جائے۔ اس کے بعد اس صاحب مقام کو چلہ ومجاہدات شاقہ کی ضرورت نہ رہے گی مگر عمل کی پھر بھی ضرورت رہے گی اور نفس کی نگہداشت اور باطن سے ذکر میں مشغول رہنا اس پر ہمیشہ لازم ہے کیونکہ انسان مختار اور صاحب ارادہ ہے، اس کو بغیر طلب وارادہ کے فیض نہیں مل سکتا۔ اس لئے طلب کا باقی رکھنا اس پر تمام عمر کے لئے ضروری ہے۔

حکیم الامت نے فرمایا: ضرورت کے چار درجے ہیں:

(۱) وہ چیز جس کے بغیر کام چل نہ سکے ایسی چیز کا رکھنا تو مباح کیا بلکہ واجب ہے۔

(۲) ایک چیز کے بغیر کام تو چل سکتا ہے مگر اس چیز کے ہونے سے راحت ملتی ہے، اگر نہ ہو تو تکلیف ہوگی اگرچہ کام چل جائے گا مگر دقت سے چلے، ایسے سامان کے رکھنے کی بھی اجازت ہے۔

(۳) ایک سامان اس قسم کا ہے جس پر کوئی کام اٹکا نہیں اور نہ اس کے بغیر تکلیف ہوگی، مگر اس کے ہونے سے دل خوش ہوگا تو اپنا جی خوش کرنے کے لئے بھی کسی سامان کے رکھنے کا وسعت کی شرط کے ساتھ کوئی مضائقہ نہیں، یہ بھی جائز ہے۔

(۴) دوسروں کو دکھانے اور ان کی نگاہ میں بڑا بننے کے لئے کچھ سامان رکھا جائے تو یہ حرام ہے، اس سے احتراز لازم ہے۔

البتہ ایک صورت یہ ہے کہ بے ضرورت سامان اس نیت سے لیا جائے کہ ہم کو ضرورت اگرچہ نہیں ہے مگر اپنے احباب اور متعلقین میں سے کسی کو دے دیں گے، ان کے کام آ جائے گا تو اس کا مضائقہ نہیں ہے۔ ☆☆☆

چھٹی سالانہ سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس فیصل آباد

فیصل آباد..... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے اعلامیہ کے مطابق چھٹی سالانہ سیرت خاتم الانبیاء کانفرنس ۱۳ فروری ۲۰۱۴ء بروز جمعرات بعد نماز عشاء، محلہ مصطفیٰ آباد گلی نمبر ۴ نزد بولے دی جھگی سرگودھا روڈ فیصل آباد منعقد ہوگی۔ جس کی صدارت حضرت مولانا قاری محمد یاسین صاحب رکن مرکزی مجلس شوریٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، سرپرستی حضرت مولانا سیّد جاوید حسین شاہ صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد، شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد طیب جامعہ اسلامیہ امدادیہ، نگرانی حضرت مولانا سیّد فاروق ناصر شاہ صاحب فیصل آباد فرمائیں گے جب کہ مناظر اسلام شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ، حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت لاہور، حضرت مولانا محمد الیاس گھمن صاحب، حضرت مولانا غلام مصطفیٰ صاحب مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چناب نگر، حضرت مولانا غلام رسول دین پوری صاحب چناب نگر بیانات فرمائیں گے۔

Regd: SS-160

عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے نویدِ مسرت

تقریباً 40 سال بعد پہلی مرتبہ مجاہدین وشہدائے ختم نبوت کی لازوال قربانیوں کا ثمرہ منظر عام پر!

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

- ★ قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی 21 روزہ کاروائی کی رپورٹ جسے حرف بہ حرف حکومت نے 21 حصوں میں شائع کیا
- ★ یہ سرکاری مستند دستاویز اپنے قاری کو حق وباطل کے معرکہ سے اسطرح روشناس کرتی ہے کہ مرزا غلام قادیانی کے پیروکاروں کے گرو مرزا ناصر اور لاہوری گروپ کے گروؤں کی ذلت آمیز شکست کا عبرت ناک نظارہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔
- ★ یہ رپورٹ مرزا غلام قادیانی اور قادیانیت کے کذب ودجل پر مہر اور ہر قادیانی ولاہوری کے لئے ''اتمام حجت'' ہے۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے پہلی مرتبہ انتہائی کاوش وعرق ریزی سے تحقیق وتخریج سے آراستہ کر کے سرکاری رپورٹ کو 5 جلدوں (2952 صفحات) میں شائع کر دیا ہے۔ جو کہ مجلس کے ہر دفتر سے صرف لاگت کے خرچہ -/1000 روپے پر دستیاب ہے علاوہ ڈاک خرچہ، نیز vp کی سہولت حاصل نہ ہوگی۔
- ★ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے سارے عالم میں اس ''اتمام حجت'' کو قائم کرنے کیلئے یہ پانچ جلدیں انٹرنیٹ پر ملاحظہ کرنے اور مفت محفوظ download کرنے کی سہولت بھی بہم پہنچادی ہے۔

صرف ایک کلک سے ملاحظہ اور ڈاؤن لوڈ فرمائیں

www.amtkn.com
www.khatm-e-nubuwwat.com
www.khatm-e-nubuwwat.info
www.laulak.info
www.facebook.com/amtkn313

www.amtkn.com/nareportv1.pdf
www.amtkn.com/nareportv2.pdf
www.amtkn.com/nareportv3.pdf
www.amtkn.com/nareportv4.pdf
www.amtkn.com/nareportv5.pdf

ameer@khatm-e-nubuwwat.com, popalzai@amtkn.com

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ ملتان

061- 4783486
0300-4304277